ہمیں تو جان سے پیاری ہے
بارھویں تاریخ
(تاریخ ولادتِ رسول ﷺ کا تحقیقی جائزہ)
تالیف
ناصر منیری
(بانی و صدر منیری فاؤنڈیشن، نئی دہلی)
ناشر
منیری پبلی کیشن
شعبۂ نشر و اشاعت منیری فاؤنڈیشن، سینٹرل آفس: تغلق آباد، نئی دہلی
Mob. 07499340533, Email. nasirmaneri92@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لك الحمد يا الله والصلاة والسلام عليك يا رسول الله ﷺ

بارہویں تاریخ

(تاریخ ولادت رسول ﷺ کا تحقیقی جائزہ)

تالیف

ناصر منیری

(بانی وصدر منیری فاؤنڈیشن، نئی دہلی)

ناشر

منیری پبلی کیشن

شعبۂ نشر واشاعت منیری فاؤنڈیشن

سینٹرل آفس، تغلق آباد، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لك الحمد يا الله والصلاة والسلام عليك يا رسول الله ﷺ

کتاب ———— بارہویں تاریخ (تاریخ ولادت رسول ﷺ کا تحقیقی جائزہ)
تالیف ———— ناصؔر منیری (07499340533)
(بانی وصدر منیری فاؤنڈیشن، نئی دہلی)
ترتیب ———— مولانا احمد رضا قادری مصباحی، نیپال
کمپوزنگ ڈیزائننگ ———— منیری گرافکس، دہلی (09717386334)
پرنٹنگ پبلشنگ ———— منیری پبلی کیشن، پٹنہ (07542039510)
تقسیم کار ———— منیری فاؤنڈیشن، سینٹرل آفس، تغلق آباد، نئی دہلی
اشاعت اول ———— جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ/ مارچ ۲۰۱۵ء، بموقع عرس عزیزی
تعداد ———— ۱۰۰۰
صفحات ———— ۸۰
قیمت ———— ۶۰/ روپے

ملنے کے پتے

(۱) منیری فاؤنڈیشن، تغلق آباد، نئی دہلی۔ (09136586547)
(۲) منیری پبلی کیشن، منیر شریف، پٹنہ، بہار۔ (09386702814)
(۳) منیری لائبریری، مبارک پور، یوپی۔ (09889028105)
(۴) احمد رضا قادری مصباحی سرلاہی، نیپال- (08355035130)

Book Name: Baarahwin Taareekh
(Tareekh e Wiladat e Rasool Ka Tahqiqi Jaizah)
Author Name: Nasir Maneri
Founder & Prisident of Maneri Foundation,
New Delhi. Cell: 07499340533
Publisher: Maneri Publication, Maner Shareef, Patna,
Bihar. Cell: 09386702814

فہرست

تهدیه

سلطان المحققین، مخدوم جہاں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ القوی (۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء۔ ۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء) کے نام

اپنے مشفق و مہربان والد گرامی کے نام جنھوں نے مجھے ہمیشہ سنوارنے کی کوشش کی اور مصائب و آلام کی بھٹی میں سلگتے ہوئے بھی مجھے طلب علم کے لیے آزاد رکھا

اپنی مشفقہ و محسنہ والدہ ماجدہ کے نام جن کی دعاے سحر گاہی کی بدولت میں اس قابل ہوا

اپنے تمام اساتذہ کے نام جن کی شبانہ روزی مساعی جمیلہ نے میری تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا

انتساب

عزیز مکرم، محب گرامی، مولانا احمد رضا مصباحی (نیپال) کے نام جنھوں نے میرے مختصر سے مقالے کو اضافے کے ساتھ کتابی شکل دینے کی فرمائش ظاہر کی۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

خیر اندیش
ناصر منیری

نظم

بارہویں تاریخ

تو عاشقوں کی دلاری ہے بارہویں تاریخ
تجھی پہ جان بھی واری ہے بارہویں تاریخ

ہوئے ہیں پیدا تجھی میں شہنشہِ عالم
اسی لیے ہمیں پیاری ہے بارہویں تاریخ

محدثین و مورخ ہوں یا محقق ہوں
سبھی کو بے شبہ پیاری ہے بارہویں تاریخ

منائیں سوگ وہ جن کو ہو عشق شیطاں سے
" ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ "

منائیں جشن، چراغاں کریں ہم اے ناؔصر
منافقوں پہ تو بھاری ہے بارہویں تاریخ

کاوش فکر
ناصر منیری

تقریظ

حضرت مولانا محمد شہباز احمد مصباحی پوکھریروی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

حامداً ومصلیاً

اللہ کے رسول محمد عربی ﷺ کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔ رضا بریلوی فرماتے ہیں

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے رسول گرامی وقار ﷺ کی اک اک ادا بلکہ آپ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح سیرت رسول کی بڑی اہمیت ہے۔ ہر زمانے میں مصنفین، محققین نے اس پر کام کیا یہاں تک کہ سیکڑوں کتابیں اس تعلق سے ہمارے درمیان موجود ہیں۔

سیرت رسول ہی کا ایک گوشہ آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کا ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں رائیں مختلف ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول کو اکثر علماو محققین نے ترجیح دی ہے اور یہی لوگوں میں مشہور بھی ہے۔

چوں کہ ۱۲ ربیع الاول کو سارے عالم اسلام میں مختلف طریقے سے عاشقان رسول عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں اور اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں اس پر بعض لوگوں کو کڑھن ہوتی ہے اور طرح طرح کے اعتراضات کرتے پھرتے ہیں انھیں میں سے ایک اعتراض تاریخ ولادت پر بھی ہے۔

زیر نظر کتاب "بارہویں تاریخ" جو عزیزم "ناصر منیری" سلمہ کی تالیف ہے اس اعتراض کا مسکت جواب ہے اور اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور انوکھی ہے۔ اس میں جس انداز سے انھوں نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے منصف مزاج کے اطمینان کے لیے کافی ہے خاص کر پہلا اور دوسرا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے جسے پڑھ کر حق کا متلاشی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جسے اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہنا ہے اس پر کوئی بات اثر نہیں کر سکتی۔

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور خلوص کے ساتھ خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد شہباز احمد مصباحی پوکھریروی
جامعہ اشرفیہ مبارکپور

تقریب

حضرت مولانا **محمد ناصر حسین** مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

قرآن پاک میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور ہم نے تمھیں سارے جہان کی رحمت بناکر بھیجا۔ (سورۂ انبیا، آیت ۱۰۷) نیز قرآن پاک ہی میں دوسرے مقام پر ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ آپ فرمادیجیے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہیے کہ مسلمان خوشیاں منائیں۔ (سورۂ یونس، آیت ۵۸)

قرآن پاک کی پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں، جب کہ دوسری آیت سے یہ ثابت ہوا کہ رحمت خداوندی کے ملنے پر خوشیاں منانا چاہیے۔ دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانا چاہیے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی آمد پر خوشی منانے کا جواز قرآن پاک سے ثابت ہوا۔

قرآن پاک کی اسی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمان بارہ ربیع الاول شریف کو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا جشن مناتے ہیں، اور یہ آج کا کوئی نیا عمل نہیں ہے، بلکہ علما، فقہا، صلحا، محدثین و مؤلفین کا ہمیشہ سے دستور اور پسندیدہ عمل رہا ہے۔ اکابر علما و صلحا نے اپنی کتابوں میں اسے باعث خیر و برکت اور لائق اجر و ثواب لکھا ہے۔ حافظ الحدیث ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو قسم اٹھا کر فرمایا:

لعمری إنما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم أن یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم.

مجھے اپنی جان کی قسم! اللہ کریم کی طرف سے اس (عید میلاد منانے والے) کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا" (مواہب لدنیہ، جلد: ۱، ص:۸۹، مطبوعہ مکتبۃ التوفیقیہ، قاہرہ، مصر)

مگر آج کے غیر مقلدین وہابیہ و دیابنہ کی مٹھی بھر جماعت جس نے رسول اکرم ﷺ کی شان عظمت گھٹانے کو اپنا شیوہ بنالیا ہے مسلمانوں کے اس عمل کو روکنے کے لیے بڑی ڈھٹائی سے اس تاریخ میں حضور ﷺ کی ولادت کا انکار کرتی ہے۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو سرکار ﷺ کی تعظیم و توقیر سے ورغلانے کی ناکام کوشش کرتی رہتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ اور دیابنہ کے اسی دعوے کورد کرتے ہوئے عزیز القدر جناب **مولانا ناصر منیری** صاحب نے یہ کتاب "بارہویں تاریخ" تالیف کی، جس میں اس مبارک تاریخ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کو محققین، محدثین اور مؤرخین کی معتبر و مستند کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے مگر جس تاریخ پر جمہور ائمہ و علماء، مؤرخین و محدثین، محققین و مصنفین متفق ہیں وہ بارہ ربیع الاول شریف کی تاریخ ہے۔

بلکہ علامہ طیبی علیہ الرحمہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ "تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ رسالت مآب ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو اس دنیا میں رونق افروز ہوئے" (بحوالہ ماثبت بالسنۃ، از شاہ عبد الحق محدث دہلوی ص:۸۲)

خود مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں یہی تاریخ درج کی ہے، جن میں فرقۂ غیر مقلدین کے پیشوا شیخ عبد اللہ نجدی، نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی، صفی الرحمٰن مبارک پوری، اور دیوبندی فرقے کے پیشوا اشرف علی تھانوی، مفتی محمد شفیع، مولوی ادریس کاندھلوی وغیرہم نے بھی اپنی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کی یہی تاریخ ولادت ثبت کی ہے۔

مؤلف موصوف نے ان تمام گوشوں پر بھر پور روشنی ڈالی ہے اور وہابیہ و دیابنہ کے مخادعات و مغالطات نیز ان کی ہفوات کی اچھی خبر لی ہے۔ فاحسن اللہ جزاءہ۔

کتاب طباعت کے لیے پریس کے حوالے ہونے سے ایک دن پہلے موصوف نے مجھے دکھائی، عدیم الفرصتی کی وجہ سے پوری کتاب پڑھ نہ سکا، لیکن اوراق الٹ پلٹ کر دیکھنے اور ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہو گیا کہ موصوف نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے کام لیتے ہوئے کافی مواد اکٹھا کر دیا ہے۔ امید ہے کہ کتاب اپنی افادیت و اہمیت کے پیش نظر مقبول ہوگی اور قارئین کے لیے مفید و نافع بھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کے قلم میں مزید قوت و استقلال عطا فرما کر انھیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد ناصر حسین مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ر فروری ۲۰۱۵ء

تقدیم

حضرت مولانا **محمد طفیل احمد** مصباحی
وائس ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

باسمه و حمده تعالی وتقدس

تازہ پھر دانش حاضر نے کیا سحر قدیم
گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ ملا ہے، نہ زاہد، نہ کلیم

عہد حاضر کے فتنوں میں سے ایک عظیم اور پر فریب فتنہ وہابیت و دیوبندیت ہے، جس کی اساس و بنیاد توہین رسالت پر قائم ہے۔ اہل سنت و جماعت کے متوارث عقائد و نظریات اور قدیم مراسم و معمولات کو نشانہ بنا کر ان پر طرح طرح کے اعتراضات کرنا اور بھولے بھالے سادہ لوح عوام کو شکوک و اوہام میں مبتلا کرنا، ان وہابیوں کا محبوب مشغلہ ہے۔ وہابیت و دیوبندیت سحر قدیم کا ایک جدید نمونہ اور عقل عیّار کی ایک توانا مگر ابلیسی و تلبیسی شکل و صورت کا نام ہے۔ اس سحر قدیم کو دانش حاضر نے نہیں، بلکہ عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کی دانش و بینش نے پروان چڑھا کر برّ صغیر ہند و پاک کے ہزاروں لاکھوں خوش عقیدہ مسلمانوں کے لیے مسلکی آزار کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ وہابیوں اور دیوبندیوں کے سحر جدید کا طلسم توڑنے کا واحد راستہ چوب کلیم (عصاے موسوی) ہے۔ ”لکل فرعون موسیٰ“ کا بھی یہی مطلب ہے۔ موجودہ دور کے دیوبندی وہابی کی حیثیت سحر سامری کی ہے۔ امت مسلمہ کو اس سحر سامری سے بچانا ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔

اہل توہّب نے اپنی خبث باطنی اور رسول دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے سب سے پہلے جشن ولادت رسول ﷺ کو نشانہ بنایا اور عید میلاد النبی کو ناجائز و بدعت قرار دیا۔ جب علماے اہل سنت نے دلائل و براہین کی روشنی میں ان کے فکر و نظریے کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں تو وہابیوں کی عقل عیّار بھیس بدلنے پر مجبور ہو گئی اور اب وہابی دیوبندی یہ کہنے لگے کہ ۱۲ ربیع الاول، یہ سرکار کی وفات کی تاریخ ہے اور

وفات میں غم واندوہ کا اظہار کیا جاتا ہے، نہ کہ فرحت و مسرت کا۔ شاعر مشرق اقبال نے بجا کہا ہے:

عقل عیّار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

میلاد مصطفیٰ اور ولادت رسول ﷺ کے موقع پر چراغاں کرنا، فرحت و مسرت کا اظہار اور محفل میلاد منعقد کرنا، جائز و درست اور ایک مستحسن کام ہے۔ اس موضوع پر علماے اہل سنت نے درجنوں کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن یہ تحقیق کہ نبی اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع النور ہی ہے؟ اس عنوان پر بحر حال کتابوں کی قلت ہے۔

محب گرامی حضرت مولانا ناصرؔ منیری زید علمہ وفضلہ نے اس عنوان پر مستقل کام کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے اور بڑی حد تک اس کمی کا تدارک کرنے کی سعی مشکور کی ہے۔ موصوف نے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ تاریخ ولادت رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف ہے۔ یعنی ''بارہویں تاریخ'' ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ محدثین، مورخین، محققین، ماہرین اور مخالفین کے اقوال و ارشادات کے تناظر میں زیر بحث مسئلے کو مدلّل و منقح کیا گیا ہے۔ کتاب کا پانچواں باب سب سے اہم ہے، جس میں مخالفین کی کتابوں سے تاریخ ولادت رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول ثابت کی گئی ہے۔ رسالے کے مشمولات و مندرجات میں تحقیقی رنگ غالب ہے اور مولانا منیری کے تحقیقی مزاج، تاریخی بصیرت اور وسعت مطالعہ کو ظاہر کرتا ہے۔ سچ پوچھیے تو طلسم سامری وہابی کو توڑنے کے لیے موصوف نے دلائل و براہین کی شکل میں ایک طرح سے چوب کلیم یعنی عصاے موسوی اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ اتنی اہم اور بیش بہا کتاب کی تالیف و ترتیب پر ہم مولانا کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کی صحت و سلامتی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں۔

فقط

امیدوار کرم

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ
خادم ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ، یوپی

مقدمہ

حضرت مولانا **خالد ایوب** مصباحی شیرانی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

باسمہ تعالی و تقدس

ہر شر کے پیچھے کوئی خیر کا پہلو مضمر ہوتا ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔(سورہ انشراح، آیت نمبر:۵۔۶) بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک دشواری کے ساتھ اور آسانی ہے۔ خالق قدرت جل مجدہ کی حکمت وہی جانے۔ جانے کیسے کیسے اپنے دین اور اپنے پیاروں کی عظمتوں کو اجاگر کرتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔(سورہ انشراح، آیت نمبر:۴) ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔ فرق صرف سمجھ اور توفیق کا ہے۔ انسان ذرا زود پسند واقع ہوا ہے۔ قرآن کی زبانی اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں: اِنَّ الْاِنْسٰنَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۔ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۔ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۔(سورہ معارج، آیت نمبر:۱۹۔۲۱) ترجمہ: بے شک آدمی بڑا بے صبرا، حریص بنایا گیا ہے۔ جب اسے برائی پہنچے تو سخت گھبرانے والا۔ اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا۔ اگر انسان اپنی اس زود پسندی، جذباتیت، ناشکری اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے تو پھر دیکھ لے کہ وہ کریم جو کرتا ہے، بندے کے حق میں اچھا کرتا ہے۔ ہاں! جو بگاڑنا ہوتا ہے، بندے ہی اپنا بگاڑتے ہیں۔ وہ تو سنوارتا ہے، بلکہ جو اس کے بندوں کو سنوارنے سدھارنے کی کوشش بھی کرتا ہے، اسے بھی پسند فرماتا ہے۔ اپنے یگانہ محبوب ﷺ کی کیا خوب یگانہ شان بیان فرمائی ہے: عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔(سورہ توبہ، آیت نمبر:۱۲۸) جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمھاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بے پناہ مہربان، رحم کرنے والے ۔ نبی کے صحابہ کی شان یوں بیان فرمائی: رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔(سورہ فتح، آیت نمبر:۲۹) یعنی آپس میں بڑے مہربان۔ یہ کوئی اتفاقی آیات نہیں، واقعتا اسے اپنے بندوں پر مہربانی بڑی پسند ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں اپنے لیے جا بجا، رب، رحمن، رحیم، رؤوف، کریم، غفور، شکور، ارحم الرحمین اور خیر الراحمین جیسے اسماے صفاتی کا استعمال فرمایا ہے۔ بلکہ اپنے محبوب ﷺ کو تو سراپا رحمت قرار دیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔(سورہ انبیا، آیت نمبر:۱۰۷) اور ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

خیر! بات دور نکل گئی۔ جماعت حق، جماعت اہل سنت وہ پاکیزہ اور ناجی گروہ ہے جس کے مقابل ہر دور میں فرعونیت نے الگ الگ انداز اور الگ الگ روپ سے سر ابھارا۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ ہر دور میں حقانیت کے مقابلے میں جو بھی آیا ہے، اپنی موت ساتھ لے کے آیا ہے۔ خوارج، معتزلہ، جبریہ اور قدریہ جیسے قدیم فرقوں کی تاریخ ہو یا بعد میں ہر دور میں سر ابھار کر ہمیشہ کے لیے مرجانے والے گم نام فرقوں کا زور، ہر ایک کی داستان حیات چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے: اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔(سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۸۱)

بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

آج کے ہمارے دور میں کتاب و سنت کے نام پر جس فرقے نے مسلمانوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے، آثار بتلا رہے ہیں کہ اب اس گیدڑ کی موت کا وقت بھی بہت قریب آچکا ہے۔ کتاب و سنت اور سنت میں بھی صحاح ستہ کے نام پر دھونس جمانے والوں بلکہ دہشت گردی کرنے والوں نے اپنے بال و پر کتنے پھیلائے؟ یہ تو تاریخ بتلائے گی لیکن ہم نے اس شر کے پیچھے جو خیر دیکھا ہے، وہ ہے ہمارے علما کا مطالعۂ حدیث۔ یقیناً ایک زمانہ گزرا ہے جب متن حدیث، شرح حدیث، تحقیق حدیث، اصول حدیث اور فن اسماء الرجال جیسے میدانوں سے ہمارا رشتہ افسوس ناک حد تک کم زور تھا۔ لیکن اب الحمدللہ ایک طرف جہاں اس فن میں تخصص جیسے شعبہ جات کی بدولت ہماری نسل نو کو کافی درک حاصل ہو چکا ہے وہیں ہر صاحب قلم احادیث کے سلسلے میں بے پناہ محتاط نظر آنے لگا ہے۔

فن حدیث کا تعمق بتلانے اور جتلانے کی چیز نہیں۔ یہ بحر بے کراں ہے۔ اگر کوئی اتفاقیہ بھی اس ساحل سے ہو کر گزرتا ہے تو اس کے اندر چمکتے موتی اسے دعوت نظارہ دیے بنا نہیں رہتے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر ہر موضوع پر موجود مدلل تحریریں ہمارے اس دعوے کی شہادت و صداقت کے لیے کافی ہیں۔ ایسی بیشتر تحریروں کا تجزیہ کیا جائے تو ان کے پس پردہ اسی دہشت پسند فرقے کی کارستانیاں نظر آتی ہیں۔ عقائد اہل سنت، معمولات اہل سنت اور معاملات اہل سنت سے براہ راست متعلق یہ نئی تحریریں، نئے قلم کار اور نئی جہات بتلا رہی ہیں کہ خیر کے آگے شر کے لیے نہ پائے ماندن ہے، نہ جائے رفتن۔ یہ سچ ہے کہ اگر کتاب و سنت کے نام پر بہت زیادہ غلو نہ کیا جاتا تو شاید کتاب و سنت کی روشنی میں اس قدر تحریریں بھی وجود میں نہ آتیں۔ لیکن آخر ایسا کیوں نہ ہوتا، اس کا وعدہ ہے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۔ (سورہ الضحی، آیت نمبر:۴) اور بے شک آپ کی ہر پچھلی گھڑی، پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ یہی تو وعدہ الٰہی کی تکمیل ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ (سورہ انشراح، آیت نمبر:۴) ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔ اگر دشمن اس طرح دشمنی نہ کرتا تو شاید دوستوں کی دوستی بھی دیدنی نہ ہو پاتی۔

لاملئن جھنم تھا وعدۂ ازلی نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا (حدائق بخشش)

ہر اطمینان بخش موقع پر دہشت گردی کرنا اس فرقے کی عادت رہی ہے۔ محرم میں امام عالی مقام اور پلید یزید کے نام پر آتنک۔ ذوالحجہ میں روضۂ رسول کی حاضری کے جواز و عدم جواز پر دہشت۔ شب معراج، شب براءت، لیلۃ القدر کی عظمتوں پر جھگڑا۔ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح کے نام پر دہشت۔ آتنک کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور مسلمانوں کو کوئی تیوہار اطمینان سے منانے نہیں دیتے۔ جب پاک راتوں میں عبادتوں کا اہتمام ہوتا ہے تو ایسی عبادتوں کا ثبوت مانگتے ہیں اور جب عید میلاد رسول ﷺ کے موقع پر غلامی کے ثبوت کا موقع ہوتا ہے تو بدعت بتلاتے ہیں۔ اگر مذہب و مسلک سے بالا ہو کر معاشرتی، ملی اور اخلاقی زاویہ سے بھی اس منفی سوچ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو یہ ظالم نہ صرف اسلام بلکہ انسانیت کے لیے درد سر ہیں۔ ناسور ہیں۔

بالخصوص ماہ ربیع النور میں تو گویا چوزوں سے لے کر چیل کوّوں تک، سب کے نئے بال و پر لگ جاتے ہیں۔ کہیں جلوس میلاد بدعت، تو کہیں اہتمام میلاد شرک۔ کہیں تاریخ ولادت کا تنازعہ، تو کہیں حیات النبی کا جھگڑا۔ معاذ اللہ رب العالمین ذات رسالت مآب ﷺ کو اس قدر موضوع بحث بنادیا جاتا ہے جیسے کائنات کی سب سے معظم، سب سے مکرم، سب سے اعلیٰ ہستی ہی سب سے زیادہ متنازع فیہ ہے۔ پدی بے پدی کے شور بے اس ذات عظمت پناہ کے متعلق ایسے بحث کرتے ہیں جیسے محلے کی پنچایت کا مسئلہ ہو۔

تاریخ ولادت رسول ﷺ بارہ نہیں آٹھ ہے۔ فلاں فلاں مؤرخ نے، فلاں فلاں کتاب میں لکھا ہے۔ خود مولانا احمد رضا نے لکھا ہے: اگرچہ اکثر محدثین و مورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم و حمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم ﷺ کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا، اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل زیجات کا اس پر اجماع ہے۔ محض غرّہ وسطیہ کو دیکھنے سے طرفین کے علاوہ تمام اقوال کا محال ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اور حق کا علم شب و روز کو بدلنے والے کے پاس ہے۔ (مترجم رسالہ:۔ نطق الھلال بارخ ولاد الحبیب والوصال)

حیرت ہے درج بالا عبارت تو نظر آئی لیکن اس کا سیاق و سباق نہ دیکھا۔ اس کے آگے حضرت امام کیا لکھتے ہیں: اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **الفطر یوم یفطر الناس والاضحیٰ یوم یضحی الناس، رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔** عیدالفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عیدالاضحی اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں۔ اس کو امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے۔ (بحوالہ: جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الفطر والاضحی متی یکون)۔۔۔یعنی مسلمانوں کا روز عیدالفطر و عیدالاضحی روز عرفہ سب اس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں **۔وان لم یصادف الواقع ونظیرہ قبلۃ التحری** (اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو اس کی نظیر قبلہ تحری ہے۔) لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول و عمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فلاوفق العمل ماعلیہ العمل۔ بہترین و مناسب ترین عمل وہی ہے جس پر جمہور مسلمانوں کا عمل ہو۔

اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: شرع مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونے کے لیے وقعت عظیم ہے اور مشہور عندالجمہور ۱۲/ ربیع الاول ہے اور علم ہیأت و زیجات کے حساب سے روز ولادت

شریف ۸ / ربیع الاول ہے۔۔۔ تعامل مسلمین حرمین شریفین و مصروشام بلاداسلام و ہندوستان میں ۱۲/ ہی پر ہے اس پر عمل کیاجائے۔ اورروزولادت شریف اگرآٹھ یابفرض غلط نو یاکوئی تاریخ ہوجب بھی بارہ کوعید میلاد کرنے سے کون سی ممانعت ہے ؟(ایضًا)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: اس میں اقوال بہت مختلف ہیں: دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس، سات قول ہیں مگر اشہرواکثروماخوز ومعتبربارہویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولداقدس کی زیارت کرتے ہیں کمافی المواھب والمدارج۔ جیساکہ المواہب اللدنیہ کے المقصد الاول اور مدارج النبوۃ میں ہے۔ اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلادمقدس ہوتی ہے۔(ایضًا)

بددیانتی کی بھی حد ہوتی ہے۔ آخراتنابھی نہیں سوچتے کہ اگرجھوٹ کے سہارے ہم نے دوآمیوں کواپنا ہم نوابنابھی لیاتوکون سامعرکہ سرہوجائے گا۔ دراصل تجریدات کے نام پر صحاح سمیت دیگرکتب حدیث میں تحریف کرنے والے بے ایمان خوش فہمیوں کی جنت میں ہیں۔ انھیں نہیں معلوم کہ کاغذکی ناؤ کا بھرم بلبلے سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اگرسیاق وسباق اورناسخ ومنسوخ جیسے اہم ترین فرق ہی ہٹامٹادیے جائیں یاگھٹابڑھادیئے جائیں تو دنیامیں کس کاکلام ہے جس کاغلط مفہوم نہیں نکالاجاسکتا۔ پھرتوقرآن میں نمازیں نہ پڑھنے اور شراب پینے کاحکم موجود ہوگا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ۔(سورہ نسا، آیت نمبر:۴۳) اے ایمان والونشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۔(سورہ بقرہ، آیت نمبر:۲۱۹) تم سے شراب اورجوئے کاحکم پوچھتے ہیں تم فرمادوکہ ان دونوں میں بڑاگناہ ہے اورلوگوں کاکچھ دنیوی نفع بھی اوران کاگناہ ان کے نفع سے بڑاہے۔

دراصل تاریخ ولادت میں جو یہ اختلافات ہیں اس کی بنیادی وجہ ہے دورجاہلیت کے لوگوں کامہینوں کے ساتھ تعرض۔ بقول امام اہل سنت ان کاطریقہ تھا: لیکن ان نامنتظموں کی کوئی بات منظم نہ تھی جب جیسی چاہتے کرلیتے۔ لٹیرے لوگ جب لوٹ مارچاہتے اور مہینہ ان کے حسابوں سے اشہرحرم سے ہوتا، اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے: اس سال یہ مہینہ حلال کردے، وہ حلال کردیتا اوردوسرے سال گنتی پوری کرنے کوحرام ٹھہرادیتا۔ کمارواہ ابناء جرير والمنذر ومردويه. وابى حاتم عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما۔ تواس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہوناکچھ بعیدنہیں۔

دیدہ ور مسلمانوں سے گزارش ہے آنکھ سے ظلمت و جہالت کا عینک اتاریں۔ حقائق کا تجزیہ کرنا سیکھیں۔ اورہرکہی سنی بات کوحرف آخرتسلیم کرنے سے بچیں۔ قرب قیامت کازمانہ ہے۔ نت نئے افکار ونظریات کی بہتات ہے۔ دھوکہ فریب عام ہے۔ مذہب کے نام پرڈھونگ رچنے والوں کی کمی نہیں۔ لہٰذا جب تک کسی بات کواس کے مکمل پس منظراورپیش منظرکے ساتھ سمجھ نہ لیں، تسلیم نہ کریں۔ علماے اہل سنت سے مسلسل رابطے میں رہیں۔ اپنے ایمان وعقیدے کی فکرکریں۔ اور خبردار، خبردار! کتاب وسنت کے پاک ٹائٹل کونہ دیکھیں۔ اس

ٹائٹل کے نیچے چھپے ایمان لیوا زہر پر نظر رکھیں۔ مذہب کی باتیں، مذہبی لوگوں یعنی علما سے سنیں۔ ڈاکٹرس، انجینیرس اور پروفیسرس کا کام اپنے اپنے میدانوں کی خبر لینا ہے، مذہبی قیادت نہیں۔ دنیا بڑی شاطر ہے۔ جب دیکھتی ہے کہ مذہب سے لوگوں کا والہانہ لگاؤ ہوتا ہے تو ہر آدمی اس میدان میں بازی لے جانا چاہتا ہے۔ اس میدان کے ذریعہ اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن آخر کیا مذہب سے وابستہ لوگوں میں اتنا فیصلہ کرنے کا بھی شعور نہیں کہ: ہمیں اپنا دین کس سے سیکھنا ہے؟

عزیز القدر ''ناصؔر منیری'' سلمہ اس وقت درجۂ رابعہ کے طالب علم ہیں۔ قرطاس وقلم اور شعر وسخن کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ گاہے گاہے مذہبی رسالوں میں بھی نظر آتے ہیں۔ کچھ کر گزرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی بلند حوصلہ افراد ملت کے مستقبل کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری بنتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ساتھ دیں۔ حوصلہ افزائی کریں۔ اپنی صلاحیتوں کا بہترین مظاہرہ کرنے کے لیے انھیں میدان فراہم کریں۔ بے کار اور با کار آدمی کون ہوتا ہے؟ یہ کام طے کرتا ہے۔ کسی نام کے آگے القاب و آداب کی بھرمار یا عمر کی درازی نہیں۔ اس رسالے میں موصوف نے اپنی صواب دید کے مطابق علما کی طبقات سازی کی ہے اور پھر ان علما کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کائنات کے مسیحا ﷺ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع النور شریف ہے۔ یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے جس میں کئی اقوال ہیں۔ لیکن فیصلہ کن بات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جس پر جمہور امت کا عمل ہے۔

عزیز موصوف کی اس تحریر سے اختلاف تو ممکن ہے۔ لیکن اس رسالے کے لیے انھوں نے جو جگر سوزی کی ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے۔ تین تین بار مسلسل محنت بڑے جگر گردے کی بات ہے۔ ان کا یہ رسالہ جہاں حریفوں کے لیے باعث درس ہے وہیں نسل نو کے لیے پیغام عمل بھی ہے۔ جو بھائی اس موضوع پر مزید تشفی چاہتے ہوں وہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے رسالہ قبالہ ''نطق الھلال بارخ ولاد الحبیب والوصال'' کا ضرور مطالعہ کریں۔ خداے قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے: پروردگار، ہم سب کو شوق فراواں، ذوق عمل، فکر و شعور، احساس و اخلاص اور فیضان کرم سے مالا مال فرمائے اور ایسا انسان بنائے جس سے وہ خود راضی ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیم۔

خالد ایوب مصباحی شیرانی: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
چیف ایڈیٹر: ہندی ماہ نامہ ''احساس'' جے پور، راجستھان۔
۲۰ر فروری ۲۰۱۵ء مطابق ار جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ

ابتدائیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلا کا بے پایاں و بے انتہا شکر واحسان، جس نے بارہویں تاریخ کو وہ نعمت عظمیٰ عطافرمائی جس پر اس نے خود احسان جتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا (١) (یعنی اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا) اور جس ذات باری تعالیٰ کے متعلق شاعر کا کہنا ہے ۔

بن دیکھے تجھے ہم نے خدا مان لیا ہے — اک دیکھنے والے کا کہا مان لیا ہے
شامل ہے سبھی میں کہ ہے شہ رگ سے بھی نزدیک — یہ بھی ہے تجھے سب سے جدا مان لیا ہے

بے شمار درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور ہوں اس محسن انسانیت اور معلم کائنات ﷺ کی ذات حمیدہ صفات پر جو بارہویں تاریخ کو اس دنیا میں تشریف لاکر، سسکتی اور دم توڑتی انسانیت کے مسیحا اور کفر وضلالت میں بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے ہادی برحق بنے۔ جن کے بارے میں ایک عاشق صادق نے کتنی اچھی بات کہی ہے ۔

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

بے انتہا عقیدت و محبت کے نذرانے پیش ہیں ان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس بارگاہوں میں جنھوں نے بارہویں تاریخ کو تشریف لانے والے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے ساتھ ایسی جاں نثاری اور وفاداری کا مظاہرہ کیا جس کی مثال پوری دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کیا ہی خوب کہا ہے شاعر نے ۔

صلیب ودار سہی دشت وکوہ سار سہی — جہاں بھی تم نے پکارا ہے جاں نثار چلے
سنی جو بانگ جرس تو بہ قتل گاہ جفا — کفن بدوش اسیران زلف یار چلے

لاتعداد الفت و عقیدت کے پھول و ہار پیش ہیں ان اولیا، صلحا، صوفیہ، علما، فضلا، فقہا، محدثین، مجتہدین، مورخین، محققین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی بابرکت بارگاہوں میں جنھوں نے بارہویں تاریخ والے آقا و مولا، رحمۃ للعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین، جناب محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کے لائے ہوئے دین و شریعت کی تبلیغ واشاعت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ اس کے لیے اپنی پوری حیات وقف فرما کر "ان صلاتی و نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین" کا عملی ثبوت فراہم کیا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں ۔

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو — ترس گئے ہیں کسی مرد راہ داں کے لیے
نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز — یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

---

(١) قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت: ١٦٤

آمدم بر سر مطلب

عصر حاضر میں ایسے افراد کی کمی نہیں جو کویتی دینار اور سعودی ریال کے بل بوتے پر اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے اور سادہ لوح عوام الناس پر اپنا ڈھونگ جمانے کی ناپاک جسارت کرتے رہتے ہیں، باہمی اختلاف وانتشار کا بیج بو کر آپسی شیرازہ منتشر کرنے میں چنداں تامل نہیں کرتے، نئے نئے اختراعی مسائل اور بدعات وخرافات ایجاد کرنے کے باوجود یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کے سخت پابند اور صحیح پیروکار وہی اور صرف وہی ہیں۔ کبھی یہ کہتے پھرتے ہیں کہ عیدین میں معانقہ کرنا بدعت و گمراہی ہے، کبھی اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ قربانی چار دن کرنا چاہیے، کبھی یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ شب برأت کی کوئی فضیلت واہمیت نہیں، کبھی معراج النبی ﷺ کے تقدس کو پامال کرتے نظر آتے ہیں، کبھی یزید پلید جیسے فاسق وفاجر کو امیر المومنین ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے پھرتے ہیں، کبھی واقعۂ کربلا کی اہمیت گھٹاتے ہوئے اسے سب سے جھوٹی کہانی بتانے میں ذرا بھی نہیں شرماتے، حد تو یہ ہے کہ بارہویں شریف کو بارہ وفات، یوم میلاد النبی ﷺ کو یوم وفات النبی ﷺ بتاکر اور اس روز سوگ منا کر شیطان سے رشتۂ اخوت قائم کرتے ہیں کیوں کہ اس روز شیطان اور اہل شیطان کے علاوہ سبھی خوش نصیب اپنے آقا ومولا، ماوی وملجا، رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی منارہے ہوتے ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی سالک بدایونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منارہے ہیں

ان کے پروپیگنڈوں میں ایک یہ بھی ہے کہ تاریخ ولادت رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول نہیں بلکہ ۸ ربیع الاول ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کا انکار اور ۸ ربیع الاول پر اصرار اس شد ومد کے ساتھ کرتے ہیں گویا اس بات پر انھیں دلیل قطعی مل گئی ہو۔ راقم الحروف کا متعدد بار ایسے لوگوں سے سامنا ہوا جنھوں نے اس معاملے میں شدت پسندی کا اظہار کیا۔ بفضلہ تعالیٰ ناچیز نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اس کا مسکت وخاموش کن جواب دیا۔

سبب تالیف کتاب

ایک روز میں منیری لائبریری میں بیٹھا مطالعۂ کتب میں مشغول تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی، دیکھا تو میرے خالہ زاد بھائی کا فون تھا۔ وہ بھی اسی مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے تھے کیوں کہ انھیں کسی نے یہ بتادیا تھا کہ ”حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں بلکہ ۸ کو ہوئی تھی اور بریلویوں کے مولانا احمد رضا صاحب (۱) نے بھی اپنے ملفوظ میں ۸ ہی تاریخ کو صحیح بتایا ہے۔“ یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ میرے بھائی جان ریلوے میں ہیں اور انھیں دو سال سے بدمذہبوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ ہمیشہ انھیں شرک وبدعت کی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور اپنی جماعت میں شامل کرنے کی بے جا کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے میرے رابطے میں رہنے

---

(۱) اعلیٰ حضرت کا قول اس کتاب کے باب: ۱، فصل: ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

کی بنا پر وہ راہ حق وصداقت پر گام زن ہیں اور بدمذہبوں کی کوششیں ان کے حق میں بے سود ہیں۔

جب انھوں نے اس مسئلے پر مجھ سے گفتگو کی تو اولا میں نے انھیں تشفی بخش جواب دیا پھر خیال آیا کہ کیوں نہ اسے تحریری شکل دے کر بلکہ اس موضوع پر ایک تحقیقی مضمون لکھ کر عوام الناس تک پہنچا دیا جائے۔ کیوں کہ اس سے پہلے بھی ان کی فرمائش پر کئی تحریریں منیری فاؤنڈیشن کی جانب سے شائع ہو چکی ہیں، جن میں چند خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مثلاً:

کیا اعلیٰ حضرت نے تھانوی کی رفاقت میں دیوبند میں پڑھا تھا؟، کیا سنی وہابی اختلاف ذاتی جھگڑے کی بنا پر ہے؟، کیا تقلید شرک ہے؟، کیا اقامت کھڑے ہو کر سننا چاہیے؟، تکبیر تحریمہ میں مرد ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟، نماز میں رفع یدین کتنی بار کریں؟، نماز میں مرد ہاتھ کہاں باندھیں؟، نماز میں آمین آہستہ کہیں یا چیخ کر؟، عید میلاد النبی ﷺ کیسے منائیں؟، (۱) کیا عید میں گلے ملنا بدعت و گم رہی ہے؟، عید الاضحیٰ کیسے منائیں؟، شب براءت کیسے منائیں؟، غوث پاک سوانح و تعلیمات وغیرہ وغیرہ۔

اسی سابقہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس بار بھی قلم اٹھایا تھا کہ " تاریخ ولادت رسول ﷺ ایک تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے ایک مقالہ قلم بند کر کے عوام الناس کی عدالت میں پیش کر دیا جائے۔ لکھنے بیٹھا تو مواد کی فراہمی کی بنا پر مضمون طول پکڑتا گیا۔

بھلا ہو محب گرامی مولانا احمد رضا مصباحی (ساکن سرلاہی نیپال و متعلم جماعت فضیلت جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کا کہ انھوں نے مضمون کو دیکھ کر اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے کتابی شکل دینے کی فرمائش کی اور اپنی دستار فضیلت کے موقع پر بصورت دعوت نامہ تقسیم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ مولانا کی خواہش پر کام کا آغاز کیا اور مزید تحقیق و تفتیش، چھان بین اور حذف و اضافے کے ساتھ مضمون کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

تعارف کتاب

پیش نظر کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، ہر باب میں ۱۲ اشخاص کے اقوال درج کیے گئے ہیں، جن سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تاریخ ولادت رسول ﷺ **۱۲ ربیع الاول** ہے۔ پانچ ابواب اس طرح ہیں:

باب اول: تاریخ ولادت رسول ﷺ ---محدثین کی نظر میں

باب دوم : تاریخ ولادت رسول ﷺ ---مورخین کی نظر میں

باب سوم: تاریخ ولادت رسول ﷺ ---محققین کی نظر میں

باب چہارم : تاریخ ولادت رسول ﷺ ---ماہرین کی نظر میں

باب پنجم : تاریخ ولادت رسول ﷺ ---مخالفین کی نظر میں

پہلا باب محدثین عظام کے تعلق سے ہے۔ اس باب میں محدثین کے اقوال پیش کیے گئے ہیں، جن

---

(۱) افادۂ عام کے لیے مذکورہ تحریر شامل کتاب کر دی گئی ہے۔

اشخاص کی آرا درج ہیں وہ حضرات یہ ہیں:

نمبر	اسمائے گرامی	ولادت	وصال
۱	امام ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی	۱۵۹ھ/۷۷۶ء	۲۳۵ھ/۸۴۹ء
۲	امام عبدالرحمن ابن جوزی	۵۱۰ھ/ ۱۱۱۶ء	۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء
۳	امام ابوبکر بن حسین بیہقی	۳۸۴ھ	۴۵۸ھ
۴	امام شمس الدین ذہبی	۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء	۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء
۵	امام ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری	۳۲۱ھ/۹۳۳ء۔	۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء
۶	امام ابو عبداللہ انصاری قرطبی	-------	۶۷۱ھ
۷	امام احمد بن محمد عبدرہ اندلسی	-------	۳۲۸ھ
۸	امام ابن حجر عسقلانی	۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء	۸۵ھ/۱۴۴۹ء
۹	امام محمد بن عبدالباقی زرقانی	۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء	۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء
۱۰	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۹۸۵ھ/۱۵۵۱ء	۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء
۱۱	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء	۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء
۱۲	امام احمد رضا محدث بریلوی	۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء	۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

دوسرا باب مورخین کے اقوال پر مشتمل ہے۔ اس باب میں مورخین کے اقوال سے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت **۱۲ ربیع الاول** ثابت کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہوں حضرات مورخین کی تفصیلات:

نمبر	اسمائے گرامی	ولادت	وصال
۱	امام محمد بن اسحاق مدنی	۸۵ھ	۱۵۰ھ
۲	امام عبدالملک بن ہشام حمیری	-------	۲۱۳ھ/۸۲۸ء
۳	امام محمد بن جریر طبری	۲۲۴ھ/۸۳۹ء	۳۱۰ھ/۹۲۳ء
۴	علامہ عبدالرحمن ابن خلدون	-------	۸۰۸ھ
۵	علامہ عماد الدین ابن کثیر دمشقی	۷۰۱ھ/۱۳۰۱ء	۷۷۲ھ/۱۳۷۲ء
۶	علامہ ابوالحسین ماوردی	۳۶۴ھ	۴۵۰ھ
۷	علامہ عبدالرحمن جامی	۸۱۷ھ	۸۹۸ھ
۸	علامہ محمد رضا مصری	-------	-------
۹	علامہ صادق ابراہیم مصری	-------	-------
۱۰	علامہ پیر کرم ازہری	۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء	۱۴۲۰ھ/۱۹۹۸ء
۱۱	علامہ عنایت احمد کاکوروی	۱۲۷۹ھ/۱۸۱۳ء	۱۲۷۹ھ/۱۸۶۳ء

۱۲	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی	۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء	۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء

تیسرے باب میں محققین کے اقوال درج ہیں۔ اس باب میں محققین کے اقوال سے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ثابت کی گئی ہے۔ ذیل میں حضرات محققین کی تفصیلات ملاحظہ کریں:

نمبر	اسمائے گرامی	ولادت	وصال
۱	سلطان المحققین مخدوم یحیٰی منیری	۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء	۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء
۲	امام محمد بن محمد غزالی	۴۵۰ھ	۵۰۵ھ
۳	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی	۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء	۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء
۴	امام ابوزہرہ مصری	-------	------
۵	علامہ سعید رمضان بوطی	۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء	۱۴۳ھ/۲۰۱۳ء
۶	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۱۲۳۳ھ	۱۳۱۷ء
۷	علامہ عبدالسمیع انصاری سہارن پوری	-------	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۸	مفتی شریف الحق امجدی	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء	۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء
۹	علامہ فیض احمد اویسی	۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء	۱۴۳۱ھ/۲۰۱۱ء
۱۰	مفتی عبدالمنان اعظمی	۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء	۱۴۳۴ھ/۲۰۱۲ء
۱۱	مفتی جلال الدین احمد امجدی	۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳	۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء
۱۲	پروفیسر مسعود احمد مجددی	۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء	۲۰۰۸ء

چوتھا باب ماہرین علوم فنون کے اقوال پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ماہرین کے اقوال سے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ثابت کی گئی ہے۔ ذیل میں حضرات محققین کی تفصیلات دی جارہی ہیں:

نمبر	اسمائے گرامی	ولادت	فراغت
۱	مفتی نظام الدین رضوی مصباحی	۱۹۵۷ھ/۱۳۷۷ء	۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء
۲	علامہ ممتاز احمد اشرف القادری	۱۹۳۵ء	-------
۳	علامہ بدر القادری	۱۹۵۰ء	۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء
۴	علامہ عیسیٰ رضوی	۱۹۶۷ھ	۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء
۵	علامہ رکن الدین اصدق چشتی	۱۹۴۳ھ	۱۹۶۶ء
۶	مولانا تطہیر رضوی بریلوی	۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء	۱۹۸۰ء
۷	مولانا نفیس احمد مصباحی	۱۹۶۸ء	۱۹۸۹ء
۸	مولانا مبارک حسین مصباحی	۱۹۶۷ء	۱۹۸۹ء
۹	مولانا عبدالمالک مصباحی	۱۹۷۳ء	۱۹۹۳ء

۱۰	مولانا ظفر الدین برکاتی	--------	۲۰۰۴ء
۱۱	مولانا محمد علی قاضی مصباحی	--------	--------
۱۲	مولانا عبید اللہ اعظمی	--------	--------

پانچویں باب میں مخالفین اہل سنت و جماعت کے اقوال درج کیے گئے ہیں۔ اور ان کے اقوال سے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت **۱۲ ربیع الاول** ثابت کی گئی ہے۔ جن اہل قلم کی آرا اس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں:

نمبر	نام	پیدائش	وفات
۱	شیخ عبد اللہ نجدی	--------	--------
۲	سید ابوالحسن علی ندوی	۱۹۱۳ء	۱۹۹۹ء
۳	صدیق حسن خاں بھوپالی	۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء	۱۳۰ھ/۱۸۳۲ء
۴	مفتی شفیع دیوبندی	--------	۱۳۹۶ھ
۵	مولانا اشرف علی تھانوی	۱۲۸۰ھ	۱۳۶۲ھ
۶	صفی الرحمن مبارک پوری	--------	--------
۷	مولانا ادریس کاندھلوی	--------	۱۳۹۴ھ
۸	مفتی متین الحق اسامہ قاسمی	--------	--------
۹	مولانا شمیم ندوی	--------	--------
۱۰	مولانا عبد الماجد ندوی	--------	--------
۱۱	سید ابوالاعلیٰ مودودی	--------	--------
۱۲	ڈاکٹر یاسر قاضی	--------	--------

مندرجہ بالا تفصیلات کے مطابق **۶۰** حضرات کے اقوال کی روشنی میں ہم نے تاریخ ولادت رسول ﷺ **۱۲ ربیع الاول** ثابت کی ہے۔ ماننے والے کے لیے اتنا کافی ہے اور جو لوگ **" ختم اللہ علیٰ قلوبھم "** اور **" صم بکم عمیٌ فھم لا یرجعون "** کے مصداق ہیں ان کے لیے تو پوری دنیا کی پوری کتابیں ناکافی ہیں.

آنکھ والے ترے جوبن کا تماشہ دیکھے　　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ میں کما حقہ موضوع کا حق ادا نہیں کر پایا ہوں اس کے پیچھے دو وجہیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ایک تو میری علالت، دوسری مسودے کا محو (Delete) ہو جانا۔ ہوا یوں کہ دہلی کی مختلف لائبریریوں سے مواد اکٹھا کر کے اسے کیمرے میں قید کر کے لا رہا تھا کہ ٹرین میں سونی والا سیل فون جیب کتروں کی نذر ہو گیا، جس کی بنا پر موبائل فون کے ساتھ ساتھ مواد سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ دوسری بار جب میں لیپ ٹاپ پہ ٹائپ کر رہا تھا تو تکنیکی خرابی کی وجہ سے مسودہ ڈلیٹ ہو گیا، جس کی وجہ سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ یہ تیسری محنت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اخیر میں اہل علم کی بارگاہ میں مودبانہ عرض گذار ہوں کہ اگر کتاب میں کوئی خامی یا غلطی پائیں تو اسے ہدف تنقید نہ بنائیں بلکہ "وفوق کل ذی علم علیم" اور "الانسان مرکب عن الخطا والنسیان" کو پیش نظر رکھتے ہوئے اصلاح کی سعی حسن فرمائیں اور عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

جہاں بھولوں بتا جس جا بہک جاؤں ہدایت کر
جو ہو لغزش تو مجھ کو تھام میرا رہ نما بن کر

تشکروامتنان

فرمان رسول پاک صاحب لولاک ﷺ ہے: "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" جس نے لوگوں کا شکریہ ادانہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادانہیں کیا۔ اسلام میں تشکر و امتنان کی بڑی اہمیت ہے لہٰذا میں سب سے پہلے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھ جیسے عصیاں شعار کو اس اہم کام کی توفیق بخشی۔ بعدہ اس کے پیارے رسول ﷺ کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی عطا و بخشش سے اس کام کی تکمیل ہو سکی۔ اس کے بعد ان تمام حضرات کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون فرما کر میرے حوصلے کو جلا بخشی۔ اگر ان حضرات کا تعاون نہ ہوتا تو یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں نہ ہوتی۔ بالخصوص حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی، حضرت مولانا خالد ایوب مصباحی، حضرت مولانا شہباز احمد مصباحی اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی وائس ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کا شکر گذار ہوں جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات دے کر وقیع تحریروں سے نوازا اور کتاب کی رونق میں چار چاند لگا کر اس کا حسن دوبالا کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین، مخلصین اور محبین کے علم و عمل، عمر و فضل اور تجارت و کاروبار میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔ خصوصًا والدین کریمین اور جملہ اساتذۂ کرام کا سایۂ شفقت و محبت ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔

(آمین۔ بحق طٰہٰ و یٰسٓ، صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین)

نیاز مند

ناصر منیری

منیری منزل، قاضی محلہ، منیر شریف، پٹنہ، بہار

بانی و صدر منیری فاؤنڈیشن، تغلق آباد، نئی دہلی

۱۲، ربیع الثانی،۱۴۳۶ھ/ ۲، فروری، ۲۰۱۵ء

رابطہ نمبر: 0091 7499340533 **ای میل**: nasirmaneri92@gmail.com

باب اول
تاریخ ولادت رسول ﷺ --- محدثین کی نظر میں

[۱] امام ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی [۲۲۵ھ]

ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی بڑے پائے کے محدث گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵۹ھ/۷۷۶ء میں ہوئی۔ مصنف ابن ابی شیبہ فن حدیث میں آپ کی شاہ کار کتاب ہے۔ آپ کے متعلق ابو زرعہ رازی (متوفی:۲۶۴ھ) کہتے ہیں کہ ''میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ محدث ابن حبان (متوفی:۳۵۴ھ) فرماتے ہیں: ابو بکر ابن ابی شیبہ عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کا وصال ۲۳۵ھ/۸۴۹ء میں ہوئی۔ آپ جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نقل فرماتے ہیں:

''عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر و ابن عباس انهما قالا : ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلم ـ عام الفيل يوم الاثنين الثانى عشر من شهر ربيع الاول وفيه بعث وفيه عرج به وفيه هاجر وفيه مات وهذا هو المشهور عند الجمهور.''(1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عام الفیل، روز دو شنبہ، ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اور اسی روز حضور کی بعثت ہوئی، اسی روز معراج کو گئے، اسی روز ہجرت کی اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ (۱۲ ربیع الاول) مشہور ہے۔

[۲] امام عبدالرحمن ابن جوزی [۵۹۷ھ]

جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن جوزی فن حدیث کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۱۰ھ/۱۱۱۶ء کو عروس البلاد بغداد میں ہوئی۔ علم حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند

(1) المصنف لابن ابی شیبہ بحوالہ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ۱/ ۱۹۹.

ہے۔ آپ کی تصنیفات میں الوفا باحوال المصطفی ﷺ ، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، صفوۃ الصفوۃ اور الموضوعات وغیرہ کو کافی مقبولیت حاصل ہے۔ علامہ خطیب تبریزی (متوفی:۷۴۱ھ) نے الاکمال فی اسماء الرجال میں آپ کو صاحب تصانیف مشہورہ اور واعظ بغداد لکھا ہے۔ آپ کا وصال ۱۳ رمضان المبارک ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء کو ہوا۔ آپ نے میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں پیش فرمائی ہے:

"ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول ـ" (۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

[۳] امام ابوبکر بن حسین بیہقی [۴۵۸ھ]

ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ بیہقی عظیم المرتبت محدث گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۳۸۴ھ کو "بیہق" خراسان میں ہوئی۔ امام سیوطی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ "محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حاکم کے شاگرد امام بیہقی حدیث کی طلب و تحری میں ان سے فائق تھے۔" ظہیر الدین بیہقی کے مطابق فن حدیث میں آپ کا کوئی ہم سر اور ثانی نہ تھا آپ کے زمانے میں خراسان کے اندر کسی کو آپ کی مرضی و سند کے بغیر کوئی حدیث بیان کرنے یا اس میں کسی قسم کا تصرف کرنے کی مجال نہ تھی۔ آپ کی تصنیفات میں شعب الایمان، سنن کبریٰ اور دلائل النبوہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ آپ کا وصال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو نیشاپور میں ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ کا موقف یہ ہے:

"أخبرنا أبو الحسين بن الفضل قال حدثنا عبد الله بن جعفر قال حدثنا يعقوب بن سفيان قال حدثني عمار بن الحسن النسائي قال حدثني قال سلمة بن الفضل قال قال محمد بن إسحاق ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول" (۲)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ دوشنبہ کے روز، عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

"حَدثَنَا أبو عَبد الله الحَافظ، حَدثَنَا أبو الحَسَن محَمد بن أحمَدَ بن شَبوَيه

---

(۱) الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی، ص: ۹۰

(۲) دلائل النبوة للبيهقى، ١/ ٧٤.

نوٹ: طوالت کے خوف سے صرف ماحصل کا ترجمہ کیا جارہا، بقیہ اہل فہم پر روشن ہے۔

الرئيس بمرو، حدثنا جعفر بن محمد النيسابوري، حدثنا علي بن مهران، حدثنا سلمة بن الفضل، عن محمد بن إسحاق، قال: " ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلم ـ لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول ـ'' (۱)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

[۴] امام شمس الدین ذہبی [۷۴۸ھ]

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قیماز بن عبد اللہ فاروقی ذہبی علم حدیث کے مایہ ناز امام ہیں۔ فن جرح و تعدیل میں آپ کو خاصہ ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت ملک شام کی راج دھانی دمشق میں ۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء کو ہوئی۔ علامہ سبکی (متوفی: ۷۵۸ھ) فرماتے ہیں: " آپ کے زمانے میں حفاظ حدیث چار تھے، مزی، برزالی ذہبی اور میرے والد۔ مگر ان سب میں امام ذہبی کا پایہ فائق تر تھا۔ جرح و تعدیل کے اگر شیخ تھے تو وہی تھے۔ " علامہ ابن کثیر کے بقول " آپ شیخ المحدثین اور مورخ اسلام تھے۔ " آپ کا وصال ۳ ذی قعدہ ۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء کو دمشق، شام میں ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے آپ قول یہ ہے:

"وقال الزبير بن بكار: ثنا محمد بن حسن عن عبد السلام بن عبد الله عن معروف بن خربوذ وغيره من أهل العلم قالوا: ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلم ـ عام الفيل وسميت قريش آل الله وعظمت في العرب ولد لاثنتي عشرة ليلة مضت من ربيع الأول ـ" (۲)

ترجمہ: نبی اعظم ﷺ عام الفیل میں پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

[۵] امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری [۴۰۵ھ]

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی طہمانی نیشاپوری اپنے عہد کے عظیم محدث گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ/۹۳۳ء کو ایران کے مشہور اور مردم خیز شہر " نیشاپور " میں ہوئی۔ فن حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ امام ذہبی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ " امام حاکم بہت بڑے حافظ حدیث، محدثین کے جلیل القدر امام اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ " خطیب بغدادی کے بقول آپ اہل علم و فضل اور صاحب معرفت حافظ حدیث تھے۔ آپ

(۱) شعب الایمان للبیہقی، ۲/ ۵۱۲.

(۲) تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام للذہبی، ۱/ ۲۵.

کی تصانیف میں مستدرک، تفسیر القرآن، تاریخ نیشاپور، معرفۃ علوم الحدیث اور کتاب العلل و تخریج الصحیحین وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ آپ کا وصال آپ کے وطن نیشاپور ہی میں ۳ صفر ۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء کو ہوا۔ آپ کی کتاب مستدرک میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے یوں لکھا ہے:

''**حدثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن شبويه الرئيس بمرو ثنا جعفر بن محمد النيسابوري ثنا علي بن مهران ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق قال: ولد رسول الله ـصلى الله عليه و سلمـ لاثنتي عشر ليلة مضت من شهر ربيع الأول۔**'' (۱)

ترجمہ: رسول پاک ﷺ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

[۶] امام ابوعبداللہ انصاری قرطبی [۶۷۱ھ]

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی شمس الدین قرطبی (متوفی: ۶۷۱ھ) کا شمار اپنے وقت کے عظیم محدثین اور مفسرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے بھی تاریخ ولادت رسول ﷺ کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول بتائی ہے۔ ذیل میں عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"**ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول، وكان بعد الفيل بخمسين يوماـ**" (۲)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو واقعہ فیل کے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

[۷] امام احمد بن محمد عبدرہ اندلسی [۳۲۸ھ]

امام احمد بن محمد عبدرہ اندلسی عظیم محدث اور بڑے پائے کے محقق گذرے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں "العقد الفرید" غیر معمولی اہمیت و مقبولیت کی متحمل ہے۔ اس کتاب میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے یوں رقم طراز ہیں:

''**ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ عام الفيل لاثنتي عشرةَ ليلةً خلت من ربيع الأول.**''(۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو عام فیل میں پیدا ہوئے۔

---

(۱) المستدرك على الصحيحين للحاكم، ۲/ ۶۵۹.

(۲) الجامع لاحكام القرآن المعروف ب تفسير القرطبی، ۲/ ۱۹۳.

(۳) العقد الفريد، ۲/ ۶۹.

[۸] امام ابن حجر عسقلانی [۸۵۲ھ]

شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد عسقلانی مصری کا شمار عظیم الشان محدثین میں ہوتا ہے۔ فن جرح و تعدیل میں آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت مصر کے قریہ ''عتیقہ'' میں ۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء کو ہوئی۔ ابن فہد آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ '' فن حدیث کی معرفت میں آپ اپنے عہد شباب ہی سے یکتائے روزگار تھے۔ خاص طور سے رجال حدیث اور ان سے متعلق علوم میں کافی ملکہ حاصل تھا۔'' ابن عماد کے بقول '' رجال حدیث اور علل حدیث کی معرفت آپ پر ختم ہے۔'' آپ کی تصانیف میں فتح الباری شرح صحیح البخاری، نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، اصابہ فی احوال الصحابہ، طبقات الحفاظ اور الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ وغیرہ کافی اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کا وصال ماہ ذی الحجہ ۸۵۲ھ/۱۴۴۹ء میں ہوا۔ ملاحظہ ہو تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی:

''وكان مولده -صلى الله عليه وسلم- ليلة الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول۔'' (۱)

ترجمہ : حضور ﷺ کی ولادت طیبہ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

[۹] امام محمد بن عبد الباقی زرقانی [۱۱۲۲ھ]

ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری اپنے وقت کے عظیم محقق اور محدث گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء کو مصر میں ہوئی۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات میں شرح مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ آپ کی اس کتاب کو بہت مقبولیت حاصل ہے۔ آپ کا وصال پر ملال ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء کو مصر میں ہوا۔ ولادت رسول ﷺ کی تاریخ کے متعلق آپ کا موقف یہ ہے:

''المشهور انه -صلى الله عليه وسلم- ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازى۔'' (۲)

ترجمہ : مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ بروز دوشنبہ، ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ امام المغازی محمد بن اسحاق کا قول یہی ہے۔

---

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۱/ ۱۵۵

(۲) شرح مواہب اللدنیہ، ۲/ ۱۲۱

[۱۰] شیخ عبدالحق محدث دہلوی [۱۰۵۲ھ]

ابوالمجد عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ بن بن موسی بن ملک معز الدین بن آغا محمد ترک بخاری سرزمین ہند کے اولین محدثین میں سے ہیں۔ تحقیق و تدقیق میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کی ولادت ماہ محرم ۹۸۵ھ/۱۵۵۱ء میں ہوئی۔ آپ نے ۱۵ سے زائد علوم وفنون میں ۶۰ سے زائد تصنیفات و تالیفات بطور یادگار چھوڑیں۔ صرف علم حدیث اور اصول حدیث میں ۱۳ کتابیں اور شرحیں لکھیں۔ آپ کا وصال ۲۰ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء کو ہوا۔ تاریخ ولادت سرکار ﷺ کے متعلق آپ اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں:

"بداں کہ جمہور اہل سیر و تاریخ بر آنند کہ تولد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز و ایں قول اصح اقوال است۔ مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضے علما دعوی اتفاق بریں قول نمودہ و دوازدہم ربیع الاول است۔" (۱)

ترجمہ: جان لیں کہ جمہور اہل سیر و تاریخ کی یہ رائے ہے کہ آں حضرت ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعۂ فیل کے چالیس یا پچپن روز کے بعد اور دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے۔ مشہور یہ کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور ۱۲ تاریخ تھی۔ بعض علما نے اس پر اتفاق کا دعوی کیا ہے۔

[۱۱] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی [۱۱۷۶ھ]

شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم بن شہید وجیہہ الدین فاروقی دہلوی دبستان دہلی کے عظیم محدثین میں سے ہیں۔ برصغیر ہند و پاک میں حدیث کی ترویج و اشاعت میں آپ کا نمایاں کردار ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴ شوال المکرم ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات میں تفسیر فتح الرحمن، الفوز الکبیر، فتح الخبیر، القول الجمیل، الدر الثمین، عقد الجید اور قرۃ العینین وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مخالفین بھی آپ کو اور آپ کی کتابوں کو معتبر مانتے ہیں۔ آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ/۲۱ اگست ۱۷۶۲ء کو دہلی میں ہوا۔ آپ حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے تعلق سے فرماتے ہیں:

"ولادت آں حضرت صلی الله علیه وسلم روز دو شنبه مستحق شد از شهر ربیع الاول از سالے که واقهٔ فیل در آں بعض گفته اند بتاریخ دوم و بعض گفته اند

---

(۱) مدارج النبوۃ، ۲/ ۱۵

بتاریخ سوم و بعض گفته اند بتاریخ دوازدہم۔ "(۱)

ترجمہ : حضور ﷺ کی ولادت طیبہ متفقہ طور پر واقعہ فیل والے سال، ربیع الاول شریف کے مہینے میں پیر کے روز ہوئی۔ (البتہ تاریخ میں اختلاف ہے) بعض نے ۲ کو کہا ہے، بعض نے ۳ کا قول کیا ہے اور بعض نے ۱۲ ربیع الاول شریف کو اختیار کیا ہے۔ [۲]

[۱۲] امام احمد رضا محدث بریلوی [۱۳۴۰ھ]

عبد المصطفی احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی قادری حنفی چودہویں صدی ہجری کے عظیم محقق، محدث اور فقیہ گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو اتر پردیش کے مشہور شہر بریلی میں ہوئی۔ بچپن ہی سے ذہانت و فطانت اور ولایت کے آثار آپ کی پیشانی سے ہویدا تھے۔ درسیات کی کی تکمیل اپنے والد ماجد مولانا نقی علی قادری (متوفیٰ: ۱۲۵۸ھ) سے بریلی ہی میں کی۔ ۱۲۸۶ھ میں ۱۳ برس کی مختصر سی عمر میں درسیات کی تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ خاتم الاکابر مولانا شاہ آل رسول مارہروی سے بیعت ہوئے۔ اسی وقت اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ ۱۲۹۵ھ میں پہلی بار والد ماجد کے ہم راہ حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ شیخ عبدالرحمن سراج مفتی احناف مکہ مکرمہ نے فقہ کی اور شیخ الاسلام علامہ زینی دحلان نے حدیث کی اجازت و سند دی۔ مولانا حسین صالح شافعی امام مسجد حرام بغیر کسی سابقہ تعارف کے مقام ابراہیم میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو تھامے ہوئے " انی لاجد نور الله فی هذا الجبين "(یعنی میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پا رہا ہوں۔) فرماتے رہے، اور ضیافت کے بعد صحاح ستہ اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت و سند دے کر رخصت کیا۔ ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حج و زیارت کے موقع پر علماے

---

(۱) سرور المخزون، ص: ۹

(۲) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مذکورہ کتاب سرور المخزون ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے " سید المرسلین " کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے مترجم ترجمہ نگاری کے وقت دیانت داری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا: " آں حضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی ۹ تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔" اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے " سیرت الرسول " کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا۔ انھوں نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: " جس سال واقعہ فیل پیش آیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے روز آں حضرت ﷺ کی ولادت ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری، بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے۔" (۱۲ ربیع الاول کی حقیقت، ص:۱۶ ملخصا)

حرمین شریفین نے آپ کا حد درجہ اعزاز و اکرام کیا، بڑے بڑے علما و مشائخ نے آپ سے علمی استفادہ کیا، اجازت و خلافت حاصل کی، اور آپ کے علمی تبحر اور فقیہانہ بصیرت و ژرف نگاہی کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ عظیم حنفی عالم علامہ صالح کمال مکی کے علم غیب نبوی کے متعلق پانچ علمی سوالات کے جواب میں بغیر مراجعت کتب تین دن کی مختلف نشستوں میں ساڑھے آٹھ گھنٹے میں "الدولۃ المکیہ" نامی کتاب عربی زبان میں تصنیف کی۔ اور دوسرے بعض علمائے مکہ ہی کے سوال کے جواب میں "كفل الفقيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم" لکھی جس میں کرنسی نوٹ کے متعلق احکام و مسائل کو فصیح عربی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ پوری زندگی تحریر و تقریر اور تصنیف و افتا کے ذریعے مذہب اہل سنت کی خدمت اور تائید و حمایت کرتے رہے، اور ہر باطل فرقہ اور غیر اسلامی تحریک سے قلمی جہاد فرمایا۔ آپ کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں اکابر علمائے اہل سنت نے آپ کے مجدد ہونے کا اعلان و اعتراف کیا۔ عربی، اردو اور فارسی زبانوں میں سیکڑوں کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ ان میں فتاوی رضویہ کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ آپ کا وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ تاریخ ولادت نبوی ﷺ کے متعلق آپ کی تحقیق یہ ہے:

"اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر دوازدہم (۱۲) ربیع الاول شریف ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ کو مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ کذافی المواھب والمدارج۔ اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ کو مجلس منعقد ہوتی ہے۔ کذافی المدارج۔ علامہ قہستانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں: مشہور یہ کہ آں حضور ﷺ دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ یہی امام مغازی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے: المشہور عند الجمہور اسی میں ہے: ہو الذی علیہ العمل۔ شرح ہمزیہ میں ہے: ہو المشہور، علیہ العمل۔ اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے۔

اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الفطر يوم يفطر الناس والاضحىٰ يوم يضحى الناس۔ رواه الترمذى عن ام المؤ منين عائشة صديقة بسند صحيح۔ و ايضا قال ۔صلى الله عليه وسلم۔: فطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم يضحون۔ رواه ابو داوٗد والبيهقى فى السنن عن ابى هريرة ۔رضى الله عنه۔ بسند صحيح رواه الترمذى و حسنه فزاد فيه الصوم يوم تصومون والفطور يوم يفطرون وارسله اشافعى فى مسنده والبيهقى فى سننه عن عطاء فزاد فى آخره عرفة يوم تعرفون وان لم يصاد ف الواقع و نظيره التحرى۔

ترجمہ : عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید الاضحیٰ اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں۔ مزید فرماتے ہیں: مسلمانوں کا روزہ، عید الفطر و عید الاضحیٰ اور عرفہ سب اسی دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں۔

لاجرم عید میلاد والا ﷺ عید اکبر ہے اور قول و عمل جمہور مسلمین کے مطابق بہتر ہے۔[1]

(۱) ماہ نامہ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ، جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ بحوالہ اشرف السیر، ص:۱۴۷۔ ۱۴۹

باب دوم

تاریخ ولادت رسول ﷺ — مورخین کی نظر میں

[۱] امام محمد بن اسحاق مدنی [۱۵۰ھ]

ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یسار مطلبی مدنی عظیم تابعی اور محدث ہیں۔ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے اور فقید المثال محدث امام زہری کے خاص شاگرد ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸۵ھ میں مدینہ شریف میں ہوئی۔ امام بخاری آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ "میں نے علی بن عبد اللہ کو ابن اسحاق کی حدیث کے ذریعے احتجاج کرتے دیکھا اور علی نے ابن عیینہ سے نقل کیا کہ میں نے کسی کو بھی ابن اسحاق کو متہم (جرح) کرتے نہیں دیکھا۔" امام ابن ہمام کے مطابق "آپ کا ثقہ ہونا حق ہے آپ امیر المومنین فی الحدیث ہیں اور آپ سے ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، زید بن ربیع، ابن علیہ، عبد الحارث اور ابن مبارک جیسے اکابرین نے روایت کی ہے۔ علامہ فیض احمد اویسی کے بقول "آپ پہلے سیرت نگار ہیں۔ آپ سے پہلے مغازی تو لکھی جا چکی تھی مگر حضور ﷺ کی سیرت قلم بند کرنے کا آغاز آپ نے ہی کیا۔ آپ نے بھی اپنی کتاب کا نام کتاب المغازی ہی رکھا۔ لیکن آپ کی کتاب دراصل تین حصوں پر مشتمل ہے: (۱) المبدا، (۲) المبعث (۳) المغازی۔ پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے، دوسرا حصہ حضور ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے۔" آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں بغداد میں ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ کا موقف یہ ہے:

"ولد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل۔"[۱]

---

(۱) السيرة النبويه لابن اسحاق بحوله باره ربيع الاول كى حقيقت، ص: ۹ پروفیسر اے. گیولیم (A. Guillaume)، لندن، برطانیه نے سیرت ابن اسحاق کے انگریزی ترجمے میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق یوں لکھا ھے:

" The Apostle was born on Monday, 12 Rabi-ul-Awwal in the year of the Elephant."

ترجمه : پیغمبر خدا ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے روز پیدا ھوئے.

ترجمہ : رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ولادت طیبہ عام الفیل میں پیر کے روز **۱۲ ربیع الاول** کو ہوئی۔

[۲] امام عبدالملک بن ہشام حمیری [۲۱۳ھ]

علامہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب حمیری المعافری اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ آپ عالم اسلام کے سب سے پہلے مورخ مانے جاتے ہیں۔ علامہ پیر کرم ازہری نے آپ کو سب سے پہلا مورخ قرار دیا ہے۔ فن تاریخ وسیر میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کی تصنیف "السيرة النبويه المعروف ب سيرت ابن هشام" اس باب میں اولیں ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ علامہ فیض احمد اویسی فرماتے ہیں: سیرت ابن ہشام ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی ہے بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام و اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کا وصال ۲۱۳ھ/۸۲۸ء میں ہوا۔ حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں آپ کا فرمان یہ ہے:

" ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ يوم الاثنين لاثنتى عشرة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل۔"(۱)

ترجمہ : حضور ﷺ **۱۲ ربیع الاول** کو سوموار کے روز عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

[۳] امام محمد بن جریر طبری [۳۱۲ھ]

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری فن تاریخ وسیر کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۲۴ھ/۸۳۹ء کو ہوئی۔ علم تفسیر میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ فن تاریخ میں آپ کی شخصیت بے نظیر و بے مثال تھی۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر طبری اور تاریخ طبری کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ آپ کا وصال ۳۱۰ھ/۹۲۳ء کو ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ کی کتاب "تاریخ الامم والملوک" میں یوں لکھا ہے:

" حدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة قال حدثني ابن إسحاق قال ولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلمـ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة مضت من شهر ربيع

---

(۱) السيرة النبوية لابن هشام، ۱/ ۱۷۱

الأول۔" (۱)

ترجمہ :امام ابن اسحاق نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل روز دوشنبہ **۱۲ ربیع الاول** کو پیدا ہوئے۔

[۴] علامہ عبدالرحمن ابن خلدون [۸۰۸ھ]

علامہ عبدالرحمن بن خلدون بڑے پائے کے مورخ گذرے ہیں۔ آپ کی تصنیف تاریخ ابن خلدون فن تاریخ میں اعلیٰ شاہ کار سے کم نہیں ہے۔ علم تاریخ میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ علامہ پیر کرم ازہری نے آپ کو علم تاریخ اور فلسفۂ تاریخ کا امام بلکہ فلسفۂ تاریخ کا موجد قرار دیا ہے۔ آپ کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی۔ آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

"ثم ولد رسول الله ۔صلی الله علیه وسلم۔ عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول لاربعین سنة من ملک کسری أنو شروان۔" (۲)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ماہ **ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ** کو ہوئی، اور وہ نوشیرواں کی حکم رانی کا چالیس واں سال تھا۔

[۵] علامہ عمادالدین ابن کثیر دمشقی [۷۷۴ھ]

ابوالفدا عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع قرشی دمشقی جلیل القدر مفسر، محدث اور مورخ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷۰۱ھ/۱۳۰۱ء کو ہوئی۔ فن حدیث اور تاریخ وسیر وغیرہ میں آپ کو یک ساں مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات میں "تفسیر القرآن العظیم المعروف ب تفسیر ابن کثیر"، البدایہ والنہایہ، النہایہ فی الفتن والملاحم، قصص الانبیا اور السیرۃ النبویہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ آپ کا وصال ۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء کو ہوا۔ آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے یوں داد تحقیق دیتے ہیں:

"ولد ۔صلوات الله وسلامه۔ یوم الاثنین بما رواه مسلم فی صحیحه من حدیث غیلان بن جریر عن ابی قتاده ان اعرابیا قال یا رسول الله ۔صلی الله علیه وسلم۔ ما تقول فی صوم الاثنین؟ فقال: ذاک یوم ولدت فیه و انزل علی فیه ۔ ۔ ۔ ثم الجمهور علی ان ذلک کان فی شهر ربیع الاول ۔ ۔ ۔ ورواه ابن ابی شیبه فی مصنفه عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر و عباس انهما قالا ولد رسول الله ۔صلی الله

(۱) تاریخ الامم والملوك للطبری، ۱/ ٤٥٣.

(۲) تاریخ ابن خلدون، ۲/ ۳.

علیه وسلم۔ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر می شهر ربیع الاول۔"[1]

ترجمہ : حضور ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے روز ہوئی۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں غیلان بن جریر کے واسطے سے ابی قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ پیر کے روزے سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ حضرت جابر اور ابن عباس دونوں سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عام فیل میں پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

[۶] علامہ ابوالحسین ماوردی [۴۵۰ھ]

ابوالحسین علی بن محمد بن حبیب بصری ماوردی ایک عظیم الشان اور رفیع المرتبت مورخ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۳۶۴ھ میں ہوئی۔ آپ علم سیاست کے ماہرین میں سے ہیں۔ علامہ پیر کرم ازہری نے آپ کو علم سیاست اسلامیہ کا ماہر قرار دیتے ہوئے آپ کے بارے لکھا ہے کہ آپ کی کتاب "الاحکام السلطانیہ" علم سیاست کے طلبہ کے لیے بہترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی تصانیف میں اعلام النبوہ فن تاریخ کی اعلیٰ شاہ کار ہے۔ آپ کا وصال ۴۵۰ھ میں ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے سلسلے میں آپ قول ملاحظہ ہو:

"**ولد رسول الله ۔صلی الله علیه وسلم۔بعد خمسین یوما من الفیل و بعد موت ابیه فی یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول۔**"[2]

ترجمہ : واقعۂ اصحاب فیل کے ۵۰ روز بعد اور والد کے انتقال کے بعد حضور ﷺ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

[۷] علامہ عبدالرحمن جامی [۸۹۸ھ]

عماد الدین عبدالرحمن نور الدین بن احمد بن محمد جامی کا شمار اپنے وقت کے عظیم علما و محققین میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ کو "جام" علاقۂ خراسان (ایران) میں ہوئی۔ آپ زبان فارسی کے ملک الشعرا تسلیم کیے جاتے ہیں۔ فن تاریخ و سیر میں آپ کی تصنیف "شواہد

---

(۱) السیرة النبویة لابن کثیر، ۱/ ۱۹۹.

(۲) اعلام النبوة، ص: ۱۹۲.

النبوۃ لتقویۃ یقین اہل التقویٰ" کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ آپ کا وصال ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ کو ہوا۔ آپ شواہد النبوہ میں تاریخ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں:

"ولادت رسول اکرم ﷺ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول، بروز پیر، واقعہ فیل سے ۲۵ دن بعد ہوئی۔ ابرہہ بن اشرم بیت اللہ شریف (زادہا اللہ شرفا و تکریما) کی تخریب کے لیے آیا تھا۔ یہ نوشیرواں بادشاہ کا زمانہ جو حضور ﷺ کی ولادت کے بعد ۲۲ سال تک زندہ رہا۔ "(۱)

[۸] علامہ محمد رضا مصری

حضرت علامہ الشیخ محمد رضا مصری اپنے وقت کے عظیم محقق، بہترین سیرت نگار اور بے نظیر مصنف و مولف ہیں۔ آپ قاہرہ یونی ورسٹی (مصر) کے امین المکتبہ (لائبریرین) رہ چکے ہیں۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر مشتمل ایک عمدہ کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام " محمد رسول اللہ ﷺ " ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پہلی بار ۱۹۲۴ء میں ہوئی۔ اس کتاب کا شمار سیرت کی بہترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں: "میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق اور چھان بین کی ہے۔ نیز صرف صحیح ترین روایات پیش کی ہیں جن پر اکابر صحابہ و علما کا اتفاق ہے۔" اس کتاب میں آپ نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارک تاریخ ۱۲ ربیع الاول شریف بتائی ہے۔ چناں چہ آپ اپنی اسی کتاب " محمد رسول اللہ ﷺ " میں لکھتے ہیں:

"ولد النبی -صلی الله علیه وسلم- فی فجر یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من ربیع الاول عشرین اغسطس ۵۷۰م واهل مکة یزورون موضع مولده فی هذا الوقت۔"(۲)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو، بمطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء پیدا ہوئے۔ اہل مکہ سرکار دوعالم ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کے لیے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں۔

[۹] علامہ صادق ابراہیم مصری

---

(۱) شواهد النبوة، ص: ۵۲

(۲) محمد رسول الله ﷺ، ۲/ ۱۹

حضرت علامہ الشیخ صادق ابراہیم عرجون مصری کی ذات ستودہ صفات عرب دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا شمار عظیم محققین اور علما و فضلا میں ہوتا ہے۔ آپ عالم اسلام کی عظیم یونی ورسٹی جامعہ ازہر (مصر) میں کلیہ اصول الدین کے عمید رہے ہیں۔ آپ نے بھی سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر خامہ فرسائی فرماکر مورخین سیرت کی فہرست میں اپنا بھی نام درج کروایا ہے۔ آپ اپنی تصنیف میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق اپنی تحقیق یوں پیش فرماتے ہیں:

"وقد صح من طرق كثيرة ان محمدا ۔صلى الله عليه وسلم۔ ولد يوم الاثنين لاثنتى عشرة مضت من شهر ربيع الاول عام الفيل فى زمن كسرىٰ انوشيروان ويقول اصحاب التوفيقات التاريخية ان ذلك يوافق اليوم المكمل للعشرين من شهر اغسطس سنة ۵۷۰م بعد ميلاد المسيح ۔عليه السلام۔"(۱)

ترجمہ: کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بروز دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں تولد ہوئے۔ اور ان علما کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں عیسوی تاریخ کے اعتبار سے ۲۰ اگست ۵۷۰ء ہے۔

[۱۰] علامہ پیر کرم ازہری [۱۴۲۵ھ]

ضیاءالامت حضرت علامہ پیر کرم ازہری علیہ الرحمہ صاحب طرز ادیب، کہنہ مشق صحافی، مشہور مفکر و مصنف اور پیر طریقت تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ/یکم جولائی ۱۹۱۸ء کو مقام بھیرہ ضلع سرگودھا (پاکستان) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سے اور اعلیٰ تعلیم جامعہ ازہر مصر سے حاصل کی، اس کے علاوہ پنجاب یونی ورسٹی سے بی۔اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم محمدیہ بھیرہ میں تدریسی سلسلہ جاری رکھا۔ نیز تبلیغی، قلمی اور سیاسی و ملی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ آپ کی ملی اور سیاسی خدمات کا دائرہ خاصہ وسیع ہے، بہت سے نازک مراحل میں آپ نے اسلام اور مسلمانوں پر ہونے والے قلمی و سیاسی حملوں کا دفاع کیا، اور پورے اخلاص وللٰہیت کے ساتھ اسلامی اقدار کی روشنی میں کلمۂ حق کی سربلندی کا فریضہ انجام دیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ میں بڑے بڑے اہل علم و تقویٰ صحیح قوت فیصلہ سے محروم رہے۔ آپ نے نہایت پیچیدہ اور سنگین حالات میں تحریک کی قیادت باحسن وجوہ فرمائی۔ آپ نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش فرماکر پیران طریقت

---

(۱) محمد رسول الله ﷺ، ۲/ ۱۰۲.

کے لیے ایک قابل تقلید مثال قائم کردی۔ آپ کی تصانیف میں ضیاءالقرآن (۵ جلدیں، فن تفسیر) اور ضیاءالنبی (۷ جلدیں فن سیرت) کو بے انتہا شہرت حاصل ہے۔ ضیاءالنبی میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کا یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا۔ اس پر بھی علماے امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا۔ ماہ رمضان اور ماہ محرم کے اقوال کو اہل تحقیق نے در خور اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی جب مہتاب رشد وہدایت نے جلوہ بار ہوکر ظلمت کدۂ عالم کو منور فرمایا اس بارے میں علماے کرام کے متعدّد اقوال ہیں۔ حضرت جابر و ابن عباس، امام ابن ابی شیبہ، امام ابن اسحاق، علامہ ابن ہشام، علامہ ابن خلدون، علامہ ابن کثیر، امام ابن جوزی، امام ابن جریر طبری، علامہ ابوالحسن ماوردی، علامہ ابن الناس اندلسی، وغیرہم کے اقوال **۱۲ ربیع الاول** کے ہیں۔ ان کے علاوہ امام ابوزہرہ مصری، علامہ صادق ابراہیم عرجون، اور علامہ محمد رضا، قاہرہ وغیرہ کی تحقیق بھی **۱۲ ربیع الاول** کی ہے۔" (۱)

[۱۱] علامہ عنایت احمد کاکوروی [۱۲۷۹ھ]

حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی ابن منشی محمد بخش ابن منشی غلام محمد ۹ شوال المکرّم ۱۲۲۸ ہجری/ ۱۵ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو اتر پردیش، ضلع بارہ بنکی کے شہر "دیویٰ" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دیویٰ اور کاکوری میں ہی رہ کر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے رام پور اور مرکز علم و فن دہلی تشریف لے گئے۔ ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء میں آپ زیارت حرمین شریفین کے لیے روزانہ ہوئے۔ جہاز سرزمین حجاز میں پہنچ کر جدہ کے قریب ناموافق آب و ہوا کی وجہ سے بھٹک گیا اور ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا جس میں آپ بحالت نماز احرام باندھے سمندر کی لہروں کی نذر ہوکر مرتبۂ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ حادثۂ فاجعہ ۱۷ر شوال ۱۲۷۹ھ ر ۱۷ اپریل ۱۸۶۳ء کو پیش آیا جب آپ کی عمر صرف باون (۵۲) سال تھی۔ آپ علم وفضل کے بحر بے کنار تھے۔ ایام اسیری میں بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ ترک نہیں فرمایا۔ آپ کی یادداشت کس قدر تیز تھی اس کا اندازہ آپ کی تصنیف "تواریخ حبیب الہ" سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے محض اپنی یادداشت اور حافظے کے بل بوتے پر تحریر کی تھی۔ اس کتاب میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو آپ نے بڑے عمدہ پیرایے میں پیش فرمایا ہے، تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ رقم طراز ہیں:

---

(۱) ضیاءالنبی، ۲/ ۳۳ تا ۴۰ ملخصاً.

"جس سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا اسی سال ربیع الاول کی ۱۲ ویں تاریخ کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے، اور آپ کے نور سے سارا عالم روشن ہوا۔"(۱)

[۱۲] علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی [۱۴۰۶ھ]

فخر المحدثین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی متبحر عالم دین، بلند پایہ مدرس، مشہور خطیب، عظیم دانش ور اور مصنف تھے۔ آپ نے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تقریر کے ذریعے اشاعت علوم اسلامیہ، تبلیغ دین اور ارشاد و ہدایت کے فرائض حسن و خوبی کے ساتھ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک انجام دیے، ہزاروں باکمال تلامذہ، درجنوں گراں قدر مصنفات یادگار چھوڑیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو محلہ کریم الدین پور، گھوسی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھوسی کے قدیم ادارہ مدرسہ ناصر العلوم سے حاصل کی۔ بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا سفر کیا اور وہاں حضور صدر الشریعہ اور حضرت محدث اعظم پاکستان کی زیر نگرانی منتہی کتب کی تکمیل کی۔ تعلیم و تعلم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کی طرف رخ کیا اور ملک کے کئی مدارس میں تدریس کی خدمات انجام دیں بالخصوص دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں آپ نے ۱۱ سال تک تعلیمی و تنظیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ بالآخر ۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ/۱۵ مئی ۱۹۸۵ء کو اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر گئے۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات میں سیرت مصطفیٰ ﷺ کو بہت مقبولیت حاصل ہے۔ جو اردو زبان میں سیرت کے موضوع پر مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ آپ اس کتاب میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے سلسلے میں مدارج النبوہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ "اصحاب فیل" سے پچپن دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل درآمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانۂ نبوت کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔"(۲)

---

(۱) تواریخ حبیب الٰہ، ص: ۱۷.

(۲) سیرت مصطفیٰ، ص: ۲۰.

باب سوم

تاریخ ولادت رسول ﷺ — محققین کی نظر میں

[1] سلطان المحققین مخدوم یحیٰ منیری [۷۸۲ھ]

سلطان المحققین، مخدوم جہاں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہ القوی اپنے وقت کے عظیم صوفی، بہترین محقق اور بلند پایہ مصنف گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۹ شعبان ۶۶۱ھ/ اگست ۱۲۶۳ء کو صوبہ بہار ضلع پٹنہ کے عظیم و قدیم قصبہ ''منیر شریف'' (Maner Shareef) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مخدوم منیری حضرت کمال الدین یحیٰ منیری علیہ الرحمہ (۵۷۰ھ/۱۱۷۴ء۔ ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء) سے حاصل کی، مزید تعلیم کے لیے حضرت ابوتوامہ بخاری کے ہم راہ سنار گاؤں (ڈھاکہ، بنگلادیش) تشریف لے گئے۔ اس کے بعد بہیا (ضلع بھوج پور، بہار) اور راج گیر (ضلع نالندہ، بہار) کے جنگلات میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ بیعت و خلافت آپ کو حضرت خواجہ نجیب الدین فردوسی دہلوی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۶۹۰ھ، مدفون: قریب بہ حوض شمسی، پرانی بستی، مہرولی شریف، دہلی) سے حاصل ہے۔ آپ کا وصال پر ملال ۶ شوال المکرم ۷۸۲ھ/ ۲ جنوری ۱۳۸۱ء کو قصبہ بہار شریف، ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) بہار میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ آپ نے مختلف علوم و فنون میں ۲۵۰۰ سے زائد کتابیں یادگار چھوڑیں ان میں مکتوبات صدی اور مکتوبات دوصدی کو بے انتہا مقبولیت حاصل ہے۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عربوں کی پسندیدہ غذا ''ثرید'' وافر مقدار میں بنوایا اور لوگوں کی عام دعوت کی۔ لوگ آرہے تھے اور کھا کھا کر جارہے تھے، انھی میں سے کسی نے دریافت کی: کس خوشی میں یہ کھانا بنا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: الیوم عرس رسول اللہ ﷺ آج رسول اللہ ﷺ کے عرس کا دن ہے۔ وہ تاریخ **۱۲ ربیع الاول شریف تھی**۔''(۱)

---

(۱) اداریہ، سہ ماہی جام شہود، بہار شریف، از: مولانا رکن الدین اصدق مصباحی، شمارہ، جنوری تا مارچ ۲۰۱۵ء، ص: ۵،۶

[۲] امام محمد بن محمد غزالی [۵۰۵ھ]

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے متبحر عالم دین، عظیم فلسفی اور صوفی منش بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آپ کا نام محمد ابن محمد بن محمد غزالی اور کنیت ابو حامد ہے۔ آپ کی ولادت خراسان کے ایک شہر طاہران میں ۴۵۰ھ / ۱۰۵۲ء میں ہوئی۔ علمی حیثیت سے تصوف کو آپ سے وہی نسبت ہے، جو منطق کو ارسطو سے ہے، تصوف کی ابتدا اگرچہ قرن اول میں ہو چکی تھی، لیکن آپ کے زمانہ تک اس کی حالت کچھ خاص نہیں تھی۔ آپ نے اپنی شبانہ روزی مساعی جمیلہ سے اس میں چار چاند لگا دیے۔ آپ نے اس فن میں متعدّد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ انتقال سے ایک سال پہلے ۵۰۴ء میں "المستصفی" لکھی جو اصول فقہ کے ارکان ثلاثہ میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ آپ کی آخری تصنیف ہے۔ آپ کا وصال ۵۰۵ھ کو ہوا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ اپنی تحقیق یوں پیش فرماتے ہیں:

"**ولد ـصلى الله عليه وسلمـ سنة ۵۷۰م فى الثانى عشر من ربيع الاول۔**"(۱)

ترجمہ: آپ ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

[۳] امام یوسف بن اسماعیل نبہانی [۱۳۵۰ھ]

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں مصر کے قبیلۂ نبہان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار شیخ المحققین حضرت ابراہیم سقا شافعی کے نام ور تلامذہ میں ہوتا تھا۔ لبنان کے دار الخلافہ بیروت میں آپ عرصۂ دراز تک عہدۂ قضا پر مامور رہے اور اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لیے سرکاری لائبریری کے نگران اعلیٰ کی ذمے داری بھی قبول فرمائی۔ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے آبائی وطن اجزام میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ نے بھی ولادت رسول ﷺ کی تاریخ کے متعلق ۱۲ ربیع الاول ہی کا قول کیا ہے۔ چناں چہ آپ اپنی کتاب "انوار محمدیہ" میں لکھتے ہیں:

" حضور اکرم ﷺ کے سال ولادت میں اختلاف ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ عام الفیل کو پیدا ہوئے، مگر واقعۂ فیل کے پندرہ دن بعد آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو سوموار کے دن طلوع صبح کے قریب واقع ہوئی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سوموار

---

(۱) فقه السيرة للغزالى، ۱/ ۷۷.

کو پیدا ہوئے اسی دن آپ کو نبوت ملی ، اسی دن مکے سے مدینے کو ہجرت کی ، اسی دن مدینے میں داخل ہوئے۔ اسی طرح فتح مکہ اور اور سورۂ مائدہ کا نزول اسی دن ہوا۔"(۱)

[۴] امام ابوزہرہ مصری

فضیلۃ الشیخ، حضرۃ العلام، امام ابوزہرہ مصری قدس سرہ القوی کی شخصیت مصری علما وفضلا میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ آپ کا شمار عمدہ محققین میں ہوتا ہے۔ علامہ پیر کرم ازہری کے بقول آپ نابغۂ روزگار عالم دین تھے اور علم وفضل اور زہد وورع میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے سیرت رسول ﷺ کے عنوان سے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام " خاتم النبیین ﷺ " ہے۔ اس کتاب میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق اپنی تحقیق یوں پیش فرماتے ہیں:

" **الجمهرة العظمیٰ من علماء الروایة علیٰ مولده -صلی الله علیه وسلم- فی ربیع الاول من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر منه ۔**"(۲)

ترجمہ: علمائے روایت کی ایک عظیم کثرت اس بات پر متفق ہے کہ یوم میلاد عام الفیل ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ ہے۔

[۵] ڈاکٹر سعید رمضان بوطی [۱۴۳۴ھ]

علامہ بوطی کی ذات عالمی سطح پر ایک عظیم دینی مرجع کی حیثیت رکھتی تھی، آپ اہل سنت کے روایتی مدرسے سے تعلق رکھتے تھے اور سواد اعظم کے طریقے پر فقہ میں ائمۂ اربعہ اور عقیدے میں امام اشعری اور امام ماتریدی کی تقلید کے حامی اور داعی تھے۔ عصر حاضر میں اسلامی فلسفے کے سب سے بڑے ترجمان تھے۔ عالمی سطح پر آپ کے افکار وآرا کی بازگشت کی جاسکتی ہے۔ دنیا کے ہزاروں علما، داعی اور مفکرین آپ کی فکر سے متاثر ہیں۔ آپ کی ولادت جلیکا نامی بستی میں ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے والد علامہ رمضان بوطی رحمہ اللہ ایک جلیل القدر عالم اور صوفی منش انسان تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد کے پاس ہوئی جن کی شخصیت اور افکار نے آپ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شخصیت کی تشکیل میں آپ کے والد کی نظری اور عملی تعلیمات کا کردار سب سے نمایاں تھا۔

---

(۱) الانوار المحمدیه للنبهانی ص: ٤٢.

(۲) خاتم النبیین ۱/ ۱۱۵

ثانوی(سیکنڈری)تعلیم دمشق کے مدارس سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم جامعہ ازہر میں ہوئی، جہاں آپ نے فیکلٹی آف شریعہ اور فیکلٹی آف عربی لٹریچر سے مختلف ڈگریاں حاصل کیں اور پھر ایک عرصے تک دمشق یونیورسٹی کی فیکلٹی آف شریعت میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ذوق علمی انہیں ایک بار پھر ازہر لے کر آیا اس بار انہوں نے علوم اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ مکمل کی اور دمشق یونیورسٹی میں اپنے سابقہ منصب پر لوٹ آئے اور ایک طویل عرصے تک مختلف مناصب پر کام کرتے رہے، صدر شعبہ اور ڈین فیکلٹی کے منصب کو بھی رونق بخشی۔ آپ نے بے شمار قومی اور بین الاقوامی سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت فرمائی اور متعدّد علمی اور سماجی تنظیموں کی رکنیت سے سرفراز کیے گئے۔ چنانچہ آپ اردن کے اہل بیت فاؤنڈیشن برائے فکر اسلامی، آکسفورڈ اکیڈمی کی ''سپریم کونسل'' اور دبئی کے ''طابہ فاؤنڈیشن'' کی مجلس مشاورت کے رکن تھے۔ سابق پوپ کے اہانت آمیز بیان کے خلاف جامعہ ازہر کی تاریخی قرارداد پر جن اکابر امت نے دستخط فرمائے، ان میں شیخ بوطی کا نام سر فہرست تھا۔ آپ مذہباً شافعی اور عقیدتاً اشعری تھے اور پوری قوت کے ساتھ اپنے اس موقف کا دفاع کرتے تھے۔ قوت استدلال، زور بیان اور حجت میں عالم عرب میں ان کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ۷۰ سے زیادہ ہے، ان میں بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: کبریٰ الیقنیات الکونیة، اللامذھبیة آخطر بدعة تھدد الشریعة الاسلامیة ، السلفیة مرحلة زمنیة مبارکة لا مذھب اسلامی ، فقه السیرة النبویة ، نقض اوھام المادیث الجدلیة ، الجھاد فی الاسلام ، الانسان مخیرام مسیر وغیرہ۔ مرور زمانہ سے ۲۰۱۳ء کے ایک حادثۂ فاجعہ میں آپ جام شہادت نوش کر گئے۔(۱) تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق آپ اپنا موقف یوں سپرد قلم کرتے ہیں:

''واما ولادته ـصلی الله علیه وسلم- فقد کانت فی عام الفیل ای العام الذی حاول فیه ابرھة الاشرم غزو مکة وھم الکعبة فردہ الله عن ذلک بالباھرة التی وصفھا القرآن کانت علی الارجح یوم الاثنتی عشرة لیلة خلت من شھر ربیع الاول--''(۲)

(۱) ماہ نامہ جام نور، دھلی، شمارہ : اپریل، ۲۰۱۳، ص : ۱۹ تا ۲۱ ملخصاً ، تحریر : ڈاکٹر علیم اشرف جائسی .

(۲) ۱۲ ربیع الاول کی حقیقت، ص: ۱۳
ڈاکٹر ابراھیم عمر جیلو، ساؤتھ افریقه نے لکھا ھے :

ترجمہ: آپ ﷺ کی ولادت عام الفیل جس سال ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تھی وہ جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے، میں راجح قول کے مطابق ربیع الاول کی ۱۲ر تاریخ کو ہوئی۔

[۶] حاجی امداد اللہ مہاجر مکی [۱۳۱۷ھ]

شیخ المشائخ مولانا الحاج امداد اللہ فاروقی چشتی دوشنبہ کے دن، ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ میں نانوتہ ضلع سہارن پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں پائی، اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی گئے اور مولانا نصیر الدین شافعی کی درس گاہ میں پابندی کے ساتھ رہ کر طریقت و تصوف کی تعلیم پائی۔ ان کے انتقال کے بعد قصبہ تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر آکر سکونت اختیار کرلی۔ پھر لوہاری آئے اور شیخ نور محمد جھنجھانوی چشتی سے طریقت و تصوف کی تعلیم و تربیت حاصل کی انھی سے بیعت بھی ہوئے، اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ آپ سلسلۂ صابریہ چشتیہ کے ایک زبردست شیخ و مرشد کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل آپ کی جانب موڑ دیے اور آپ کو قبول عام حاصل ہوا، عوام و خواص جوق در جوق آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اور آپ کی ذات سے برصغیر میں سلسلۂ چشتیہ صابریہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ پھر جب آپ نے ہندوستان کے حالات اپنے حق میں ناموافق پائے تو حجاز مقدس ہجرت کرگئے اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ مکرمہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ابتدائی ایام سخت تنگی اور فقر و فاقہ کی حالت میں بسر کیے، پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا آپ کے قدموں پر ڈال دی اور تنگ دستی خوش حالی میں بدل گئی۔ آپ ۱۲ جمادی الثانیہ ۱۳۱۷ھ میں چہار شنبہ کے دن اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پاس مدفون ہوئے۔ آپ اپنی گراں مایہ تصنیف "فیصلۂ ہفت مسئلہ" میں لکھتے ہیں:

''تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مخصوصہ نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت

" The 12th of lunar month of Rabi-ul Awwal is commonly taken to the date of the birth of Prophet."

ترجمہ: قمری سال کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔

نہیں اعتقاد کرتا، مگر تعظیم ذکر رسول اللہ ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی ہیئت متعیّن کرلی۔ اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص کر، ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا۔ اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے۔ مگر بمصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے **۱۲ ربیع الاول** مقرر کرلی۔" (۱)

[۷] علامہ عبد السمیع انصاری سہارنپوری [۱۳۱۸ھ]

صاحب انوار ساطعہ حضرت علامہ شیخ محمد عبد السمیع انصاری بے دل سہارن پوری علیہ الرحمہ اتر پردیش، ضلع سہارن پور کے قصبہ رام پور منیہاران میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسبی رشتہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری کے واسطے سے مشہور صحابیِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی (بانی مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ، متوفیٰ: ۱۳۰۸ھ) سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مرکز علم و ادب دہلی کا رخ کیا، اور علمائے دہلی خصوصاً صدر الصدور حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی سے عربی علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ فن شاعری میں اردو کے مشہور شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کی شاگردی اختیار کی، اور بے دل تخلص اختیار فرمایا۔ حمد باری، نور ایمان اور سلسبیل جیسے منظوم رسالے آپ کی شاعرانہ مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سلسلۂ چشتیۂ صابریہ کے مشہور مرشد طریقت شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکی سے بیعت تھے اور انھی سے آپ کو بیعت و خلافت بھی حاصل تھی۔ اردو کے مشہور ادیب اور قلم کار مالک رام نے "تلامذۂ غالب" میں لکھا ہے کہ مولانا موصوف کی فارسی اور عربی کی استعداد بہت اچھی تھی۔ خود آپ کی کتاب انوار ساطعہ کا انصاف و دیانت کے ساتھ مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مذہبی علوم و فنون اور علوم عقلیہ میں آپ کا پایہ بہت بلند اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ کا وصال ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو میرٹھ میں ہوا، اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ اپنی مشہور و معروف کتاب " انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ" میں فرماتے ہیں:

" نصاریٰ کا بڑا دن اور ہندوؤں کا جنم کنھیا معین ہے، اسی ایک دن میں جو کچھ کرنا ہے وہ لوگ کرتے ہیں۔ اور اہل اسلام کے یہاں یہ بات نہیں کہ خاص ربیع الاول کی ۱۲ ویں تاریخ کے سوا کسی اور دن

---

(۱) فيصله هفت مسئله، ص: ٦٥،٦٦.

میلاد شریف کی محفل مسرت منعقد نہ کریں۔ ربیع الاول کی ساری تاریخوں میں میلاد شریف ہوتا ہے، کسی نے کسی دن کیا اور کسی نے کسی دن، بلکہ ربیع الاول کے علاوہ اور مہینوں میں بھی اہل اسلام میلاد شریف کیا کرتے ہیں۔ اور ہنود و نصاریٰ خاص اسی ایک دن کیا کرتے ہیں۔"(۱)

[۸] مفتی شریف الحق امجدی [۱۴۲۱ھ]

فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری شریف حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ / ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو گھوسی ضلع مؤ میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء کو دار العلوم اشرفیہ میں داخلہ لیا۔ ایک برس کے لیے بریلی شریف تشریف لے گئے اور ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ / ۱۶ اگست ۱۹۴۳ء میں مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ملک کی مختلف درس گاہوں میں مدرس، صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ / ۲۹ اپریل ۱۹۵۹ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور پھر زندگی کی آخری سانس تک یہ عمل جاری رہا۔ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ / ۱۳ دسمبر ۱۹۷۶ء میں صدر شعبۂ افتا کی حیثیت سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لائے۔ آپ کے فتاویٰ کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ عہد اشرفیہ ہی میں آپ نے ۹ ضخیم جلدوں میں نزہۃ القاری شرح بخاری کی تکمیل فرمائی۔ حضرت صدر الشریعہ، حضور مفتی اعظم اور احسن العلما سے آپ کو خلافتیں اور تمام سلاسل کی اجازتیں حاصل تھیں۔ ملک اور بیرون ملک میں آپ کے مریدین و خلفا کی فہرست کافی طویل ہے۔ آپ نے پہلا حج ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ / ستمبر ۱۹۸۵ء میں اور دوسرا ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ / اپریل ۱۹۹۸ء میں کیا۔ ۲ بار عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے دعوت و تبلیغ اور اہم کانفرنسوں میں شرکت کے لیے کولمبو (سری لنکا)، ساؤتھ افریقہ اور پاکستان وغیرہ کے متعدّد بار سفر کیے۔ آپ کو ملک و بیرون ملک سے اہم دینی اور علمی کارناموں کے حوالے سے مختلف اعزازات اور ایوارڈ ملے۔ بالآخر ۴ صفر ۱۴۲۱ھ / ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنی بہترین تصنیف " اشرف السیر " میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق رقم طراز ہیں:

" صدیوں کی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے ہو چکا کہ مہینہ ربیع الاول کا تھا۔ وقت صبح صادق کا

(۱) انوار ساطعه در بیان مولود و فاتحه، ص: ۳۵۱

اور جگہ مکہ معظمہ (اس جگہ جہاں چند سال پہلے تک مولد پاک کی عمارت موجود تھی، جسے نجدی حکومت نے برابر کر دیا ہے) دن کے بارے میں البتہ کوئی اختلاف نہیں۔اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن تھا۔لیکن تاریخ کا مسئلہ جتنا پہلے پیچیدہ تھا اتنا ہی آج بھی ہے۔جمہور اس کے قائل ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول ہے۔حتیٰ کہ ابن جوزی وغیرہ نے اس پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے۔علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آن حضور ﷺ دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔یہی امام مغازی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے۔ابن کثیر نے کہا کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ابن جوزی و ابن جزار نے اس پر اجماع کا قول کیا ہے۔اسی پر عمل ہے ----- ۱۲ ربیع الاول کا قول عوام وخواص سب میں مشہور ہے اور جمہور اہل سیر کا مختار ہے۔اسی پر تمام امت کا عمل ہے۔اور تلقی امت بالقبول کا شرع میں بہت اعتبار ہے۔اس لیے جشن میلاد النبی ﷺ کے لیے ۱۲ ربیع الاول ہی مختار ہے۔اس کے خلاف میں انتشار وافتراق ہے۔"[1]

[۹] علامہ فیض احمد اویسی [۱۴۳۱ھ]

فیض ملت حضرت علامہ مفتی ابوصالح محمد فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری بن مولانا نور احمد بن مولانا حامد بن کمال، نسباً عباسی، مسلکاً حنفی اور مشرباً اویسی، قادری، رضوی ہیں۔آپ کی ولادت با سعادت ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء کو ضلع رحیم خاں (پاکستان) کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہوئی، جس کا نیا نام آپ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے نام پر حامد آباد رکھا ہے اور یہی نام مشہور بھی ہے۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد مولانا نور احمد صاحب سے حاصل کی بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ رضویہ لائل پور (پاکستان) کا رخ کیا اور وہیں ۱۹۵۲ھ/۱۳۷۱ء میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب کے مبارک ہاتھوں رسم دستار بندی ہوئی اور سند فراغت سے نوازے گئے۔دوران تعلیم سکون روحانی سے وابستگی کے لیے سلسلۂ اویسیہ کے سرچشمہ حضرت محکم الدین سیرانی (مدفون: دھوراجی، ضلع کاٹھیاوار، انڈیا) کے سجادہ نشیں حضرت مولانا خواجہ محمد الدین صاحب سیرانی کے دست حق پرست پر بیعت کی۔حضور مفتی اعظم ہند سے آپ کو خلافت حاصل ہے۔تصنیف و تالیف کا سلسلہ آپ نے عہد طالب علمی ہی سے شروع کر رکھا تھا۔آپ کی پہلی تصنیف "کارآمد مسئلے" ہے۔اردو، عربی، فارسی اور سرائیکی زبانوں میں کم و بیش ۵۰۰۰

---

(۱) اشرف السیر، ص: ۱٤۰۔۱٤۹۔ ملخصا

کتابیں آپ نے بطور یادگار چھوڑیں۔ بالآخر ۱۴۳۱ھ /۲۰۱۱ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے سلسلے میں آپ اپنی تحقیق یوں پیش فرماتے ہیں:

" یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مسلمانان عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایام حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شان دار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیان مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اس تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مورخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں ان کے سہو یا کم زور روایات پر انحصار کے نتیجے میں ان سے لغزش سرزد ہوئی۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بے شمار ملتی ہیں لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔ انھوں نے مورخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالاں کہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔"(۱)

[۱۰] بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی [۱۴۳۴ھ]

حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ مجلسی صلاحیتوں اور عوامی دل چسپیوں کے بھی حامل تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو باکمال مدرس، شان دار خطیب اور فن کار مفتی بنایا تھا۔ شاعرانہ رنگ و آہنگ اور ادیبانہ طرز حیات بھی ودیعت کیا گیا تھا۔ انتظامی صلاحیتیں بھی اللہ نے خوب عطا فرمائی تھیں۔ آپ تنہا انجمن اور جماعت تھے، آپ کا وجود کسی بھی دینی ادارے کے لیے ایک مستقل جماعت کی حیثیت رکھتا تھا۔ کسی بھی کانفرنس میں آپ کی شرکت اس کی کامیابی کی ضمانت بن جاتی تھی، عام طور پر آپ کا فتویٰ کسی بھی موضوع پر حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے باوجود آپ کی تحریروں میں ادبی بانکپن اور شاعرانہ فکر و مزاج صاف نظر آتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷ ربیع الآخر ۱۳۴۴ھ / ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء کو مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ ۱۳۵۰ھ میں بعمر

(۱) ۱۲ ربیع الاول شریف کی حقیقت، ص: ۷، ۸.

چھ سال مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں آپ کا داخلہ ہوا، پھر ۱۷ برس کے بعد مختلف مراحل سے گزر کر آپ نے اسی دارالعلوم سے ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کو اپنا مشغلہ بنایا۔ آپ بے مثال مدرس، باوقار خطیب، ماہر محدث وفقیہ، عظیم قلم کار اور بلند پایہ شاعر تھے، مختلف موضوعات پر دو دہے تک آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد پہنچ جاتی ہیں۔ جن میں فتاویٰ بحر العلوم (۶ جلدیں)، مضامین بحر العلوم (۲ جلدیں)، خطبات بحر العلوم، مکتوبات بحر العلوم، الشاہد، ازالۂ اوہام، مسئلۂ آمین، عیدین کی تکبیرات زوائد اور انوکھی لڑائی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی علمی و تصنیفی خدمات کا اعتراف ہندستان کی نامور خانقاہوں اور شہرہ آفاق اداروں نے کیا ہے۔ نابغۂ روزگار علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے آپ کو بحر العلوم کا خطاب دیا۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا ایوارڈ، نوری ایوارڈ، قبلۂ عالم ایوارڈ، قائد اہل سنت ایوارڈ اور شیخ الاساتذہ کے خطاب سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے آپ کو چاندی سے تولا اور مدرسہ سراج العلوم نوادہ، مبارک پور نے آپ کا استقبالیہ پروگرام کیا اور پچاس ہزار ہندستانی سکوں سے آپ کو تولا۔ آپ کا وصال پر ملال ۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ / ۲۹ نومبر ۲۰۱۲ء کو مبارک پور میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ نے تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق یوں لکھا ہے:

”مشہور روایات کے مطابق ۱۲ ربیع الاول، عام الفیل کی صبح صادق کے وقت، دعاے خلیل، نوید مسیحا، زمزمۂ داؤد، ترانۂ سلیماں، قریش کی صفات حسنہ کا خلاصہ، بنی ہاشم کا انتخاب، کافہ اہل عرب کے سرتاج، نسبی خوبیوں کے مقصود اور ذاتی برتریوں کے مراد، محمد عربی، فداہ امی وابی ﷺ رونق افروز بزم عالم ہوئے۔“(۱)

[۱۱] مفتی جلال الدین احمد امجدی [۱۴۲۱ھ]

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ القوی اپنے وقت کے عظیم فقیہ، بہترین مفتی، فقید المثال محقق اور عدیم النظیر مصنف تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء کو ضلع، بستی (یو۔ پی۔) کی مشہور آبادی اوجھاگنج میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد گرامی مولانا جان محمد (متوفی: ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کے شاگرد رشید مولانا زکریا صاحب کی زیر نگرانی حاصل کی۔ بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے ناگ پور کا سفر طے فرمایا اور وہاں قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہ القوی کی شاگردی اختیار فرمائی۔ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ / ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء کو ۱۸ سال کی عمر میں مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم بکرامنڈی، مومن پورہ سے بدست علامہ ارشد القادری سند فراغت حاصل کی، اور اوجھاگنج، بستی کی

(۱) مضامین بحر العلوم، ۱، ۸۳

تاریخ مین پہلے عالم دین ہونے کا ریکارڈ قائم کیا۔ بیعت و ارادت کا شرف آپ کو مصنف بہار شریعت، صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے درجنوں کتابیں بطور یادگار چھوڑیں۔ جن میں سے انوار الحدیث، الغاز الفقہ (فقہی پہیلیاں) اور انوار شریعت وغیرہ کو بے حد مقبولیت حاصل ہے۔ انور شریعت میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

”ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں، جو بروز دوشنبہ، ۱۲ ربیع الاول شریف مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔“(۱)

نورانی تعلیم حصہ دوم میں لکھتے ہیں:

” حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔“(۲)

[۱۲] پروفیسر مسعود احمد مجددی [۲۰۰۸ء]

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی قدس سرہ القوی ایک عظیم محقق، بہترین مصنف اور بے مثال نثر نگار کے طور پر مانے جاتے ہیں۔ آپ کی علمی اور قد آور شخصیت علمی اور ادبی دنیا میں تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت دہلی کے مشہور و معروف اور دینی و علمی گھرانے میں مفتی اعظم علامہ مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء-۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کے گھر میں ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں مسجد فتح پوری سے متصل محلے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نے شریعت کے مطابق پیدائش کے فوراً بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور آپ کا نام محمد مسعود احمد رکھا اسی نام پر آپ کا عقیقہ ہوا۔ ابتدائی اردو، عربی فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد کی تربیت و کفالت میں حاصل کی، بعدہ ۱۳ شوال المکرم ۱۳۵۹ھ/۱۴ نومبر ۱۹۴۰ء کو والد ماجد نے آپ کو آپ کے جد امجد کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ عالیہ عربیہ مسجد جامع فتح پوری، دہلی میں داخل کرایا۔ ۱۹۴۵ء تک اسی مدرسے میں پڑھتے رہے، اس کے بعد ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء تک اورینٹل کالج، دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں مشرقی پنجاب یونی ورسٹی، شملہ سے فاضل (فارسی) کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے میٹرک کیا۔ ۱۹۵۶ء میں بی۔اے۔(B.A.) کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۸ء میں سندھ یونی ورسٹی، حیدرآباد (پاکستان) سے ایم۔اے۔(M.A.) کیا۔ علوم شرقیہ کے امتحانات نیز ایم۔اے۔(M.A.) اور ایم۔ایڈ (M.Ed.)

---

(۱) انوار شریعت، ص: ۱۱.

(۲) نورانی تعلیم، ۲/ ۳.

کے امتحانات میں اول پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل (Gold Medal) اور سلور میڈل (Silver Medal) سے نوازے گئے۔ ۸ فروری ۱۹۷۱ء کو سندھ یونی ورسٹی حیدرآباد (پاکستان) سے " اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر " کے عنوان پر ۶۴۷ صفحات پر مشتمل گراں قدر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی۔ایچ۔ڈی۔(P.hD) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد آپ درس و تدریس میں لگ گئے اور کئی کالجز اور یونی ورسٹیز میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔ آپ نے قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، سوانح، اخلاقیات، ادب، شخصیات، تصوف، اقبالیات، فلسفہ، تاثرات، نفسیات، سیاسیات وغیرہ بیش تر علوم و فنون میں ۵۰۰ سے زائد تصنیفات و تالیفات یادگار چھوڑیں۔ انھیں میں سے ایک جان جاناں ہے۔ اس کتاب میں آپ نے بڑے نفیس پیرایے اور عمدہ لب و لہجے میں جان کائنات، جان جہاں، نبی آخرالزماں ﷺ کی سیرت طیبہ کے درخشاں نقوش سپرد قرطاس فرمائے ہیں۔ وقت ولادت کا نقشہ آپ نے یوں کھینچا ہے:

" ظہور قدسی مکۂ معظمہ میں ہوا——حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کو سرکار دوعالم ﷺ کے قدم مبارک سے شرف ملا —— یہ زمین اللہ نے بنائیں——ساری زمین اسی نے بنائی مگر اس زمین کو کیوں امتیاز بخشا گیا —— ملائکہ کی اس طرف نظر——آدم علیہ السلام کی اس طرف نظر—— ابراہیم علیہ السلام کی اس طرف نظر——پہلے فرشتوں نے یہاں بیت اللہ بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے ——پھر ابراہیم علیہ السلام نے——نشان مٹ رہا ہے لیکن بار بار بنوایا جارہا ہے——بار بار حُجاج کو پکارا جارہا ہے——کوئی تو آنے والا ہے ——یہ کس کا اہتمام ہے——اس سرزمین پر اب تک تو کوئی نبی اور رسول پیدا نہ ہوا——ہاں پھر وہ آیا جس کو آنا تھا——جس کے لیے اس شہر کو سارے عالم کا مرکز بنایا تھا —— جب وہ آیا تو رب کریم نے محبّت کی نظر ڈالی اور فرمایا:

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو
تمھارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم کہ تم ہو

سارے انبیاء بشارتیں دیتے آئے، سارے رشی خوش خبریاں سناتے آئے، حد تو یہ ہے کہ شہر مکہ کی نشاندہی ظہور اقدس سے ہزاروں سال پہلے کر دی گئی —— ہاں اس دیار مقدس کو مشرف کرنا تھا کہ صاحب شرف آنے والا تھا —— ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پران کو دیکھیے وہ کیا کہہ رہی ہے——وہ ہم کو حیرت میں ڈال رہی ہے —— ظہور قدسی سے پانچ چھ ہزار برس پہلے کی بات ہے—— آج یا کل کی بات نہیں ——سنیے سنیے:

پیغمبر کی ولادت امن والے شہر مکہ (شنبھل) میں سب سے بڑے سردار (پروہت)

کے ہاں ۱۲ ربیع الاول (شکل پکیچھ) کو ہوگی باپ کا نام عبد اللہ (ویشنویش) ہوگا، ماں کا نام آمنہ (سومتی) ہوگا۔

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

علامہ ابن جوزی نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

[ا]- ۱۲/ربیع الاوّل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ)

[۲]- ۸/ربیع الاوّل (حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ)

[۳]-۳/ربیع الاوّل (حضرت عطا رضی اللہ عنہ)

یہ اقوال نقل کرکے فرمایا: لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(ابن جوزی: بیان میلاد النبی، ص:۳۱)

بھاگوت پران سے علامہ ابن جوزی کے فیصلے کی توثیق ہوتی ہے۔"[1]

(۱) جان جاناں، ص: ٤٦،٤٧ و ۱۷۵، ٧٦

بابِ چہارم

تاریخ ولادت رسول ﷺ — ماہرین کی نظر میں

[ا] مفتی نظام الدین رضوی مصباحی

محقق مسائل جدیدہ، سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی مصباحی ایک جلیل القدر عالم ربانی اور عدیم المثال مفتی ہیں۔ آپ مذہبی علوم وفنون خصوصاً فقہ واصول فقہ میں مہارت وکمال کی وجہ سے جدید پیچیدہ شرعی وفقہی مسائل کے حل کرنے کا ملکہ بدرجۂ اتم رکھتے ہیں۔ میدان تحقیق و تدقیق میں آپ کی امتیازی شان اور علاحدہ شناخت ہے۔ آپ کی ولادت با سعادت ۲ مارچ ۱۹۵۷ھ/۱۳۷۷ء کو بھوجولی پوکھراٹولہ ضلع دیوریا (موجودہ ضلع کشی نگر) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حاصل کی بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ کا رخ کیا۔ بالآخر ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد جامعہ اشرفیہ میں ہی مسند تدریس وافتا پر فائز ہوئے۔ فی الحال آپ مذکورہ یونی ورسٹی کے پرنسپل ہیں۔ آپ نے فتویٰ نویسی کی مشق فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی سے کی تھی۔ اور حضور شارح بخاری نے حضرت صدر الشریعہ اور مفتی اعظم ہند سے تربیت افتا پائی تھی اس طرح دو واسطوں سے آپ فقہ وافتا میں فیضان رضا سے بہرہ ور اور مستفیض ہیں، اور آپ کے فتاویٰ میں اعلیٰ حضرت کی علمی تحقیق کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ ملاحظہ ہو رضوی طرز تحقیق سے مملو آپ کی شان دار تحریر:

"حضور سید عالم، تاج دار آدم و بنی آدم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت ماہ ربیع النور کی بارہویں تاریخ ہے۔ یہی اکثر کا قول اور اسی پر امت کا عمل ہے۔ یوں آپ کی تاریخ ولادت کے تعلق سے متعدد اقوال ہیں مگر ۹ ربیع الاول کا قول نہیں۔ یہ کہنا کہ آپ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی بالکل غلط اور علم تاریخ سے جہالت ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اس فن میں بھی کافی دست رس و کمال حاصل تھا اور انھوں نے تاریخ ولادت کی تحقیق میں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا "نطق الھلال بارخ ولد والحبیب والوصال" اس میں ۹ تاریخ کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی رسالے کا ایک اقتباس یہ ہے: اس (تاریخ ولادت) میں اقوال بہت ہیں۔ ۲، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۲۲۔ سات قول ہیں مگر اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر ۱۲ویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ میں مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ کذا فی المواہب

والمدارج۔ اور خاص اسی مکان جنت نشان میں اسی تاریخ میں مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔ کذا فی المدارج۔ علامہ قسطلانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں: **المشهور انه -صلى الله عليه وسلم- ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازى وغيره و عليه العمل۔** مشہور یہ ہے کہ حضور ﷺ دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے یہی امام مغازی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے: المشہور عند الجمہور۔ اسی میں ہے: ہوالذی علیہ العمل۔ شرح ہمزیہ میں ہے: ہوالمشہور، علیہ العمل۔ اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے۔ اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے لاجرم عید میلاد والا ﷺ عید اکبر ہے اور قول وعمل جمہور مسلمین کے مطابق بہتر ہے۔"(۱)

[۲] علامہ ممتاز احمد اشرف القادری مصباحی

ممتاز العلما حضرت علامہ ممتاز احمد اشرف القادری مصباحی کا شمار دور حاضر کے عظیم ادبا و شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ شہر علم و فن مبارک پور میں ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء کو پیدا ہوئے اور عالم اسلام کی عظیم اسلامی یونی ورسٹی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں مختلف علوم و فنون سے مسلح ہوکر بریڈفورڈ، انگلینڈ تشریف لے گئے اور ورلڈ اسلامک مشن (World Islamic Mission) سے منسلک ہوکر دعوت و تبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں اسلام منزل بہ منزل، پیام رحمت اور صبح رحمت وغیرہ کافی اہم ہیں۔ تاریخ اسلام و سیرت رسول ﷺ پر مشتمل کتاب "اسلام منزل بہ منزل" میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:

"صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی ہے یہی معتبر اور مشہور ہے اور پوری امت مسلمہ کا اسی پر عمل ہے۔ اسی پر علما محققین اور جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ چناں چہ اس مبارک تاریخ ۱۲ ربیع الاول کو اہل مکہ مولد شریف (وہ مقام جہاں حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی) کی زیارت انتہائی عقیدت و احترام اور ذوق و شوق سے کرتے اور سعادت ابدی حاصل کرتے ہیں۔ یہیں سے اس بات کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ اہل مکہ کی یہ روایت زمانۂ حال کی ایجاد نہیں بلکہ اباً عن جد مسلسل زمانۂ ولادت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔"(۲)

---

(۱) ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی ممبئ، جنوری ۲۰۱۵، ص: ۲۷
(۲) اسلام منزل بہ منزل ۱/ ۸۱

[۳] علامہ بدر القادری مصباحی

عظیم مبلغ اسلام، سیاح یورپ و ایشیا حضرت علامہ محمد بدر عالم مصباحی عرف بدر القادری بن حافظ محمد رمضان بن محمد اسحاق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو گھوسی ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن میں حاصل کی بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کا سفر طے فرمایا۔ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ/۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اشرفیہ سے ہی دستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد چند مدرسوں میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر ۱۹۷۶ء سے ماہ نامہ اشرفیہ کی ادارت کی ذمے داری سنبھالی۔ بعدہ ۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء کو نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی، امسٹرڈم (Neatherland Islamic Sosiety, Amsterdam) میں مشیر دینیات کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا۔ اس وقت سے تا حال آپ دعوت و تبلیغ کی راہ میں ہیں۔ آپ بہترین قلم کار اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ کی شاعری میں علامہ اقبال کا عکس جھلکتا ہے۔ آپ نے مختلف عناوین پر بے شمار مقالے لکھے، انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے جو ماہ نامہ اشرفیہ کے دوسرے شمارے (ربیع الاول ۱۳۹۶ھ/مارچ ۱۹۷۶ء) میں شائع ہوا تھا۔ آپ اس مضمون میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

”ربیع الاول نور و نکہت کا ایسا موسم ہے جس نے چشم زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنا دیا۔ اسی ماہ منور کی بارہویں تاریخ (بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء) کو خدا کے محبوب، دوعالم کے ممدوح، سرزمین گیتی پہ آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ فگن ہوئے۔

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی“ (۱)

[۴] علامہ عیسیٰ رضوی مصباحی

صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ عیسیٰ رضوی قادری الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم (گرسہائے گنج، قنوج، یوپی) کے شیخ الحدیث اور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں رہ کر حاصل کی، بعدہ اعلیٰ تعلم کے حصول کے لیے منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے۔ آپ کی تصانیف میں امام احمد رضا اور علم

---

(۱) ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، مارچ ۱۹۷۶، ص: ۳

حدیث (۵ جلدیں)، سیرت مصطفیٰ جان رحمت (۴ جلدیں)، تعارف تصانیف امام احمد رضا (۲ جلدیں)، فیضان اعلیٰ حضرت، فرمودات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا اور مسائل نکاح، امام احمد رضا اور مسئلۂ خضاب اور امام احمد رضا اور معارف تصوف وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ سیرت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل آپ کی گراں قدر و گراں مایہ کاوش ہے۔ اس میں آپ نے تصانیف رضا سے حضور اکرم ﷺ کی سیرت بیان کی ہے۔ اس کتاب میں آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

”جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک عام الفیل کے چالیس یا پچپن دن کے بعد ہوئی ہے۔ یہ اس سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی۔ اور بعض علما اس کو اختیار کرتے ہیں اور بعض ۱۲ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول کی رات گزرنے کے بعد کہتے ہیں۔ بہت سے علما اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض دس بھی کہتے ہیں لیکن پہلا قول یعنی **۱۲ ربیع الاول** کا زیادہ مشہور واکثر ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے، ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ولادت مبارکہ **۱۲ ربیع الاول** کی رات روز دوشنبہ واقع ہوئی اور وحی کی ابتدا، ہجرت مدینہ، مدینہ منورہ پہنچنا، فتح مکہ اور وفات شریف بھی روز دوشنبہ ہوئی اور وقت ولادت مبارک صبح صادق میں طلوع آفتاب سے پہلے اور ”غفر“ کے طلوع کے وقت ہوئی، غفر منازل فجر کے تین چھوٹے ستاروں کو کہتے ہیں مواہب الدینہ میں ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کی ولادت کا وقت یہی ہے اور اکثر اخبار میں ولادت شریف کا وقت طلوع فجر ہے۔ اور بعض روایت میں رات بھی آیا ہے اس سے یہی طلوع فجر مراد ہے کیوں کہ اس کو رات کے متصل شمار کرسکتے ہیں۔ “(۱)

[۵] علامہ رکن الدین اصدق چشتی مصباحی

حضرت علامہ رکن الدین اصدق چشتی مصباحی دام ظلہ العالی کی شخصیت اہل علم کے نزدیک محتاج تعارف نہیں۔ پروفیسر طلحہ رضوی برق داناپوری کے بقول آپ صوفی منش، ولی نژاد، عالم دین اور مقبول و معروف مقرر شیریں بیان ہیں۔ بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ کے مطابق آپ کی تحریر بے شمار خوبیوں کی حامل ہوتی ہے جن میں زبان و بیان کی خوبی کے ساتھ جو بات خاص طور سے متاثر کن ہے وہ مفہوم و عبارت کی باہمی مناسبت ہے جسے بلاغت کہتے ہیں۔ آپ قطب عالم حضرت خواجہ قیام

(۱) سیرت مصطفےٰ جان رحمت ﷺ ۱/ ٤٤٥.

اصدق چشتی قدس سرہ القوی (متوفی: ۱۳۰۱ھ ر ۱۸۸۴ء) کے عظیم علمی و روحانی خانوادے میں ۱۹۴۳ء کو نالندہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک مدرسہ انوار العلوم، گیا میں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں مبارک پور پہنچ کر حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کے زمرۂ خاص میں شامل ہوئے اور شرح جامی سے دورۂ حدیث تک تعلیم مکمل کرکے ۱۹۶۶ء میں سند فراغت سے نوازے گئے۔ آپ کی شخصیت گوناگوں اوصاف عالیہ کی حامل ہے۔ ایک باوقار عالم اور خطیب اسلام کی حیثیت سے ہندوستان کے طول وعرض میں برسوں اپنی معرکہ آرا تقریروں سے امت کی زلف برہم سنوار نے میں کوشاں رہے ہیں۔ تحائف اصدقیہ، بے نقاب چہرے، تاریخ ہجرت، خطرات کے بادل، حیات اصدق، آئینۂ مخدوم جہاں وغیرہ جیسی مقبول عام وخاص کتابوں کے مصنف، ان گنت علمی، فکری اور اصلاحی مضامین کے محرر، ماضی میں پندرہ روزاخبار ''رفاقت'' پٹنہ کے ایڈیٹر اور ۱۹۹۵ء سے نکلنے والے ماہ نامہ ''جام شہود'' کلکتہ اور اب شہر مخدوم جہاں بہار شریف سے نکلنے والے اسی ''سہ ماہی'' رسالے کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ مدرسہ اشرفیہ، رفیع گنج اورنگ آباد، ادارۂ شرعیہ پٹنہ، مدرسہ اصدقیہ مخدوم شرف بہار شریف، مدرسہ اصدقیہ شہودیہ پیر بیگھہ شریف، نالندہ، مدرسہ اصدقیہ مخدوم شعیب، شیخ پورہ کے علاوہ متعدّد مساجد، مدارس اور تنظیموں کے فروغ وارتقا میں ان کا خون جگر شامل ہے اور وہ ان کی دینی، ملی اور جماعتی سرگرمیوں کے گواہ ہیں۔ آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

'' **۱۲ ربیع الاول** دوشنبہ کے دن ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو بطن آمنہ سے جس خورشید رسالت کا ظہور ہوا تھا، اس سے آج سارا عالم مستنیر ہو چکا ہے۔ دنیاے معلومہ کے شرق وغرب میں ایمان وایقان کا اجالا پھیلتا دکھائی دے رہا ہے۔ وہ دن بھی دور نہیں کہ باطل ادیان و مذاہب کی تاریکی بھی دنیا پر روز روشن کی طرح واضح ہو کر رہے گی۔ اور ان شاء اللہ مستقبل میں پوری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔ سرکار کی جلوہ گری کی تصویر کشی حضرت آسی غازی پوری نے کیا خوب کی ہے:

معطر ہے اسی کوچے کی صورت اپنا صحرا بھی
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوش بو کہاں تک ہے ''(۱)

---

(۱) اداریہ، سہ ماہی جام شہود، بہار شریف، ص: ۷، از: علامہ رکن الدین اصدق چشتی مصباحی، شمارہ: جنوری تا مارچ ۲۰۱۵ء

[۶] مولانا تطہیر رضوی مصباحی

مصلح قوم وملت حضرت مولانا تطہیر احمد رضوی مصباحی کی شخصیت میدان تحریر وخطابت میں محتاج تعارف نہیں آپ کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ/اپریل ۱۹۵۸ء کو بریلی شریف میں ہوئی۔ چمنستان حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں آپ نے ۱۹۸۰ء میں درس نظامی مکمل کرکے دستار فراغت حاصل کی۔ بعدہ تحریر وتقریر کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا، اصلاح معاشرہ اور دور حاضر کے سلگتے مسائل پر تاحال آپ کی درجنوں کتابیں مارکیٹ میں دست یاب ہیں۔ انھیں میں سے ایک " بارہویں شریف اور جلسے جلوس " بھی ہے۔ اس کتاب میں تاریخ ولادت کے تعلق سے آپ نے بڑی نفیس تحقیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

"زیادہ تر حضرات کی تحقیق یہی ہے کہ وہ (تاریخ ولادت) **۱۲ ربیع الاول** ہی ہے۔ امام احمد قسطلانی نے ساری روایات جمع کرنے کے بعد **۱۲ ربیع الاول** کا ذکر فرمایا ہے اور فرماتے ہیں: مکہ معظمہ کے لوگوں کا عمل **۱۲ ربیع الاول** پر ہی ہے کیوں کہ وہ لوگ اسی دن اس مکان کی زیارت کرتے ہیں جس میں حضور کی ولادت مبارکہ ہوئی تھی۔ آگے لکھتے ہیں: مشہور یہی ہے کہ آپ پیر کے دین **۱۲ربیع الاول** کو دنیا میں تشریف لائے۔ (المواہب اللدنیہ ۱/۱۴۲) حضرت ابن اسحاق تاریخ وسیر کے سب سے پہلے امام ہیں تابعین میں سے ہیں۔ ۸۵ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۵۰ھ میں بغداد شریف میں دفن ہوئے۔ سارے مورخین اور سیرت نگاروں کے نزدیک ان کی تحقیق حرف کی طرح ہے۔ انھوں نے بھی **۱۲ربیع الاول** شریف ہی کو تاریخ ولادت بتایا ہے اور باقاعدہ سیرت رسول پر لکھی لکھی گئی سب سے پہلی کتاب سیرت ابن ہشام میں بھی ان کی یہ روایت دیکھی جاسکتی ہے۔"(۱)

[۷] مولانا نفیس احمد مصباحی

شیخ الادب حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی جماعت اہل سنت کے موقر عالم دین، عربی زبان و ادب کے اچھے شناور اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سینئر استاذ ہیں۔ ۵ جون ۱۹۶۸ کو پیدا ہوئے اور ۱۹۸۹ کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے دستار فضیلت حاصل کی۔ متعدّد موضوعات پر عربی و اردو زبانوں آپ کی درجنوں کتابیں مارکیٹ میں دست یاب ہیں۔ ملک وبیرون ملک کے عنوان پر بھی خامہ

---

(۱) بارھویں شریف اور جلسے جلوس ص: ۱۴،۱۵

فرسائی کی ہے۔" سیرت رسول کے درخشاں نقوش" ماہنامہ اشرفیہ فروری ۲۰۱۱ میں شائع شدہ مضمون میں تاریخ ولادت کے تعلق سے آپ رقم طراز ہیں:

" آپ کی ولادت طیبہ ۱۲ ربیع الاول /۲۰۔ اپریل ۵۱۱ء میں حجاز مقدس کے مشہور شہر مکہ مکرمہ میں ہوئی۔"(۱)

[۸] مولانا مبارک حسین مصباحی

مفکر اسلام حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جماعت اہل سنت کے متحرک و فعال عالم دین، نام ور خطیب و قلم کار اور بے باک صحافی ہیں۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸۹ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے دستار فضیلت حاصل کی۔ بعدہ مگدھ یونی ورسٹی، گیا (بہار) سے ایم۔اے۔ کی ڈگری حاصل کی۔ فی الحال آپ جامعہ اشرفیہ کے سینئر استاذ اور ماہ نامہ اشرفیہ مدیر اعلیٰ ہیں۔ مختلف عنوانات پر آپ نے سیکڑوں مقالات اور درجنوں کتابیں تحریر کیں۔ آپ کی ایک تصنیف " پیام سیرت" سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر اردو ادب کی اعلیٰ شاہ کار ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضور ﷺ کی ولادت سے وصال تک کی تاریخیں بڑے حسن وخوبی سے جمع فرمائی ہیں۔ آمد رسول ﷺ کا تذکرہ آپ نے یوں کیا ہے:

" ...اس بحرانی دور اور ہول ناک ماحول میں فغان قلوب کا درماں، تقاضائے فطرت کی تکمیل اور رحمت الٰہی بن کر محمد ﷺ جلوہ گر ہوئے۔ رشد وہدایت، نور ونکہت کا یہ سرچشمہ ۱۲ ربیع الاول / ۲۰ اپریل ۵۷۰ھ جیٹھ سمت بکری صبح صادق کے وقت سرزمین عرب کے شہر زمین مکہ سے پھوٹا۔"(۲)

[۱۰] مولانا عبد المالک مصباحی

حضرت مولانا عبد المالک مصباحی کی شخصیت علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں۔ آپ اردو، ہندی اور انگریزی تینوں زبانوں میں ایک ساتھ شائع ہونے والا مؤقر مجلہ سہ ماہی " فیضان مخدوم اشرف" رانچی کے مدیر اعلیٰ (Chief Editor) اور کئی مشہور ومعروف کتابوں کے مصنف ہیں۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے آپ کی فراغت ہوئی ہے۔ آپ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے اپنے منفرد رسالے میں اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں:

" ۱۲ ربیع الاول ہی تاریخ ولادت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام ابو بکر بن ابی

---

(۱) ماہ نامہ اشرفیہ، فروری، ۲۰۱۱ ص: ۱۱

(۲) پیام سیرت ، ص: ۷.

شیبہ رحمہ اللہ صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں **۱۲ ربیع الاول** کو ہوئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) مشہور مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی انھی صحابہ کرام سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ **۱۲ ربیع الاول** کو ہوئی۔ (سیرت ابن کثیر، ج: ۱، ص: ۱۴) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تحقیق یہی ہے کہ **۱۲ ربیع الاول** کا قول مشہور اور جمہور کا ہے۔ اہل مکہ کا عمل بھی اس پر گواہ ہے کیوں کہ وہ اسی رات نبی کریم ﷺ کی جاے ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ ج: ۲، ص: ۱۴) ۔" (۱)

[۹] مولانا ظفر الدین برکاتی مصباحی

فخر صحافت حضرت مولانا ظفر الدین برکاتی مصباحی کا شمار جماعت اہل سنت کے بہترین قلم کاروں میں ہوتا ہے آپ عوام و خواص میں مقبول رسالہ ماہ نامہ "کنز الایمان" دہلی کے مدیر اعلیٰ اور جامعہ اشرفیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ عہد طالب علمی سے ہی آپ کی قلمی صلاحیت اجاگر ہے۔ طالب علمی کے دوران آپ نے طلبہ اشرفیہ میں تحریری صلاحیت بیدار کرنے کے لیے طلبہ کے ساتھ مل کر بہار ادب نامی ایک تنظیم قائم کی تھی جس کے تحت "دینی دعوت" نامی شاہ کار کتاب معرض وجود میں آئی جو کہ طلبہ اشرفیہ جماعت فضیلت (۱۴۲۵/۲۰۰۴) کے مضامین کا مجموعہ ہے اس کی ترتیب و تدوین کا سہرا بھی آپ کے سر جاتا ہے فی الحال آپ جامعہ ہمدرد شعبۂ علوم اسلامی کے ریسرچ اسکالر ہیں آپ کے نوک قلم سے متنوع مقالات منصۂ شہود پر آئے انھیں میں سے ایک "عید میلاد النبی کو عالمی تہوار لکھ" ہے۔ اس تحریر میں آپ لکھتے ہیں:

"یوم ولادت رسول اور جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا عالم اسلام کے مسلمانوں کا محمود و مقبول اور مستحسن عمل ہے جسے پوری دنیا میں بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ اسے عالمی تہوار کے بطور ۵۴ مسلم ممالک میں سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ جب کے دوسرے ممالک میں مسلمان اپنے اپنے طور پر بڑی خوش عقیدگی اور حسن اہتمام سے مناتے ہیں اور ہمارے پیارے وطن ہندوستان میں یوم ولادت رسول کی تاریخ **۱۲ ربیع الاول** کو قومی چھٹی بھی ہوتی ہے اور صدر جمہوریۂ ہند، وزیر اعظم ہند سمیت ملک کے غیر مسلم لیڈر بھی مسلمانوں کے نام براہ راست مبارک بادیاں پیش کرتے ہیں اور چند جملے پیغمبر امن و سلامتی

---

(۱) سه ماهی فیضان مخدوم اشرف، عید میلاد النبی نمبر، ص: ۱۹.

محمد رسول اللہ ﷺ کی انقلابی زندگی سے متعلق لکھ کر اپنے جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔"(١)

[١١] مولانا محمد علی قاضی مصباحی

افضل العلما مولانا محمد علی قاضی مصباحی جماعت اہل سنت کے مشہور عالم دین، معروف محقق اور بہترین قلم کار ہیں۔ مسجد منورہ (اہل سنت و جماعت) بنگلور، کرناٹک کے خطیب کی حیثیت سے خدمات دین انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چند مضامین کا مجموعہ "مضامین افضل العلما" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ آپ اپنے مضمون میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے مخصوص انداز میں رقم طراز ہیں:

"فرسٹ جنوری کو نیا سال (Happy New Year)، ٢٦ جنوری کو یوم جمہوریہ (Republic Day)، ١٤ جنوری کو عاشقوں کے لیے عاشقی کا دن (Valentine Day)، فرسٹ اپریل کو یوم احمقی (April Fool)، ١٥ اگست کو یوم آزادی (Independence Day)، ٢ اکتوبر کو گاندھی جینتی (یوم پیدائش گاندھی جی) اور ٢٥ دسمبر کو یوم پیدائش مسیح علیہ السلام (Christmas Day) یہ سب ہمیں یاد ہے اور ہاں ہمیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ Good Friday کب ہے؟ Second Saturday کب ہے؟ Father's Day کب ہے؟ Mother's Day کب ہے؟ Women's Day کب ہے؟ Children's Day کب ہے؟ اور Labours Day کب؟

مگر افسوس کہ عاشورہ کی حقیقت، عید میلاد النبی ﷺ کا فلسفہ، شب معراج و شب برات، شب قدر کے نزول کا مقصد اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کا پس منظر اسلامی تاریخ میں کیا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں۔ ...

یاد رکھو! ١٢ ربیع الاول کو ہمارے نبی خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ ...

کسی نے بڑی اچھی بات کہی ہے:

Muhammed was born within the full light of History.

یعنی محمد عربی ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔"(٢)

[١٢] مولانا عبید اللہ اعظمی مصباحی

خطیب الہند حضرت علامہ عبید اللہ اعظمی کی ذات خطابت کی دنیا میں مشہور و معروف اور

(١) ماہ نامہ کنز الایمان دہلی، شمارہ: فروری ٢٠١٢ء، ص: ٣، تحریر: مولانا ظفر الدین برکاتی۔
(٢) مضامین افضل العلما، ص: ٩- ١٤ ملخصاً۔

نمایاں ہے۔ آپ بہترین خطیب اور عظیم قلم کار ہیں۔ پروفیسر فاروق مظفر پوری کے بقول آپ بیسویں صدی کے ربع آخر میں ایک خطیب خوش بیان کی حیثیت سے ہندستان کے مطلع خطابت پر نمودار ہوئے، مرور ایام کے ساتھ شہرت و مقبولیت کا گراف بڑھتا ہی چلا گیا اور بہت جلد خلق خدا نے ایک بلند پایہ خطیب کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور آج بھی یہ امتیاز خاص آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں اور تاب ناک ہے۔ آپ کی خطابت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ جب آپ اپنے موضوع کے مالہ وماعلیہ کا احاطہ کرتے ہوئے نکتہ آفرینیاں کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ جہاں کے ذہن میں تاج کا نقشہ مرتب ہو رہا ہے یا موج خرام یار، گل کترنے کے فن کارانہ عمل میں مصروف ہے۔ مقام مسرت ہے کہ تسلسل کے ساتھ آپ قومی اور ملی معاملات پر اپنی دانش ورانہ فکر کے شہ پارے اردو اخبارات و رسائل میں پیش کرتے ہیں۔ ملکی اور عالمی دونوں سطح پر ملت بیضا کو در پیش مصائب و مسائل پر آپ کی گہری نظر ہے، آپ کے تدبر، بالغ نظری، ژرف نگاہی، قوت استدلال اور تجزیاتی انداز نظر عوام و خواص قدر و احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ (۱) آپ اپنے ایک مضمون ”چشم کونین میں بینائی کا پیکر اترا“ میں لکھتے ہیں:

”**ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ** مسلمانوں کے لیے عیدالاعیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تمام عیدوں کی عید ہے۔ مقصود تخلیق کائنات کی ولادت پاک ظاہر ہے کہ ہر لحاظ سے افضل و مبارک ترین ساعت ہے۔ کوئی بھی فرد مسلم اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ کے بعد رسول اکرم ﷺ کی شخصیت ہی سارے عالموں میں بزرگ اور اہالیان عالمین کے لیے محبوب و مقدس ہے....

ابن جبیر نے ۶۱۴ھ میں اپنے سفر مکہ کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مکہ میں جاے پیدائش رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے مکان کو لوگوں کے لیے حصول برکت کے لیے کھول دیا جاتا تھا اس لیے کہ اسی ماہ کے **۱۲ ربیع الاول** کے دن آپ نے اس عالم میں آ کر اس کی شان بڑھائی تھی۔....

اللہ کا احسان ہے کہ راقم الحروف نے ملک کے سابق وزیر اعظم آں جہانی وشوناتھ پرتاپ سنگھ کو عظمت سرکار کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا تھا کہ **۱۵ اگست** ملک کی آزادی کی تاریخ ہے جب کہ **۱۲ ربیع الاول** کو حضرت محمد ﷺ کی ولادت کی تاریخ، انسانیت کی آزادی کی تاریخ ہے۔ ۱۵ اگست کو ہندوستانیوں کو انگریزوں سے نجات ملی تھی اور **۱۲ ربیع الاول** کو پوری دنیا کو شیطان سے نجات کا نسخۂ کیمیا اثر ملا تھا۔ حضور پر نور نے اپنے اس ادنیٰ غلام کے ان جملوں میں نہ جانے کیسی تاثیر بھر دی کہ وشوناتھ پرتاپ سنگھ تڑپ گئے اور **۱۵ اگست ۱۹۹۰ء** کو اس حقیر کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے لال قلعہ سے **۱۲ ربیع الاول** کی عید میلاد النبی کی قومی تعطیل کا اعلان کیا۔“ (۲)

---

(۱) تاثر، مضامین خطیب الھند، ص: ۷،۸ . ملخصاً.

(۲) مضامین خطیب الھند ، ص: ۳۵۹ تا ۳۶۲.

باب پنجم

تاریخ ولادت رسول ﷺ — مخالفین کی نظر میں

[۱] شیخ عبداللہ نجدی [۱۲۴۲ھ]

شیخ عبداللہ نجدی فرقۂ وہابیہ کے بانی ابن عبدالوہاب نجدی کے صاحب زادے ہیں۔ تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے اپنی کتاب "مختصر سیرت رسول" میں لکھتے ہیں:

"وولد ـعليه السلام۔ يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاول اختاره وقيل لعشر منه وقيل لاثنتى عشرة خلت منه۔" (۱)

ترجمہ: حضور ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کی ۸، ۱۰ یا ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

[۲] سید ابوالحسن علی ندوی [۱۹۹۹ء]

مولانا ابوالحسن علی ندوی ۵ دسمبر ۱۹۱۳ء کو ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی سے متاثر تھا۔ ان کے والد حکیم عبدالحئی (۱۸۵۷ء - ۱۹۲۳ء) تحریک ندوہ کے ناظم ثانی تھے اور والدہ خیر النسا (۱۸۷۸ھ - ۱۹۶۸ء) حافظ قرآن تھیں۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو راہ آخرت طے کی۔ موصوف اپنی جماعت کے مفکر اور محقق مانے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق ان کی تحقیق:

"وولد رسول الله ـصلى الله عليه وسلم۔ يوم الاثنين اليوم الثانى عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل۔" (۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔

[۳] صدیق حسن خاں بھوپالی [۱۳۰۷ھ]

نواب صدیق حسن بھوپالی سلفی جماعت کے معتمد عالم مانے جاتے ہیں۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے بقول" نواب صدیق حسن بھوپالی ابن اولاد حسن قنوجی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں بانس بریلی میں

(۱) مختصر سيرة الرسول، ص: ۱۳، ١٤، از: شيخ عبد الله بن محمد بن عبدالوهاب نجدى.

(۲) قصص النبيين ، الجزء الخامس، الموسوم ب سيرة خاتم النبين، از: سيد ابو الحسن على ندوى.

پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے بھائی سے پھر فرخ آباد اور کان پور کے اساتذہ سے پڑھیں، پھر درس نظامی کی زیادہ تر کتابیں صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی سے پڑھ کر سند تحصیل حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء میں بھوپال کے محکمۂ نظارت المعارف پھر محکمۂ دیوان الانشا میں ملازم ہوئے۔ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء میں حکومت برطانیہ (*British Government*) کے ایما و اشارے پر ملکۂ بھوپال نے نواب صاحب کے ساتھ دوسرا نکاح کیا۔ نواب صاحب نے مسلمانان ہند کے قدیم اور اکثریت کے طریقے سے منحرف ہو کر الگ راہ اختیار کی۔ بالآخر ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۰۷ھ/۱۸۳۲ء کو وفات پائی۔(۱) نواب صاحب نے تاریخ ولادت کے تعلق سے یوں لکھا ہے:

''ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر، روز دو شنبہ، دوازدہم (۱۲) ربیع الاول، عام الفیل کو ہوئی۔ جمہور علما کا یہی قول ہے۔ ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔''(۲)

[۴] مفتی شفیع دیوبندی [۱۳۹۶ھ]

مفتی دیوبند مفتی شفیع دیوبندی جماعت دیوبند کے مستند مفتی تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ایک مدت تک دارالعلوم دیوبند کے مفتی رہے، سیکڑوں فتاوے صادر کیے، آخر کار ۱۳۹۶ھ کو وفات پائی۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ترتیب و تدوین میں انھوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی سیرت طیبہ پہ ایک کتاب لکھی جس کا نام ''سیرت خاتم الانبیا'' رکھا۔ اس کتاب کے تعلق سے مولانا اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے: ''میں مولف سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لیے دوں۔'' مولانا عزیز الرحمن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے ہے کہ ''مولف نے نہایت فصاحت و بلاغت ایجاز محمودہ، سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے۔'' مولانا حسین احمد ٹانڈوی کا کہنا ہے کہ ''میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیا) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر نصاب میں داخل کر چکا ہوں۔'' مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا اصغر حسین محدث دیوبند کی تقاریظ بھی ''سیرت خاتم الانبیا'' میں اسی نوعیت کی ہیں۔(۳) اس کتاب میں مفتی شفیع دیوبندی نے تاریخ ولادت کے تعلق سے یوں لکھا ہے:

''جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو انقلاب کی اصلی غرض، آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسی و عیسی کی پیشین گوئیوں کا

---

(۱) غیر مقلدین کی انگریز نوازی، ص: ۱۰٤.۱۱٤.

(۲) الشمامة العنبریه فی مولد خیر البریه، ص:۷.

(۳) بارہ ربیع الاول کی حقیقت، ص: ۱۸.

مصداق یعنی ہمارے آقائے نام دار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوئے۔“(۱)

اس کے حاشیے میں شفیع صاحب نے لکھا ہے:

” اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دو شنبہ کے روز ہوئی۔ لیکن تاریخ کی تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ آٹھویں، دسویں، بارہویں... مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ محمود پاشا مکی مصری[۲] نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور

---

(۱) سیرت خاتم الانبیا، ص: ۱۸

(۲) موصوف نے محمود پاشا فلکی کو مکی اور مصری لکھا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس سلسلے میں ضیاء الامت علامہ پیر کرم ازہری علیہ الرحمہ نے بڑی نفیس تحقیق فرمائی ہے۔ اپنی مشہور زمانہ اور ایوارڈ یافتہ کتاب ” ضیاء النبی “ میں تحریر فرماتے ہیں:

”برصغیر پاک وہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا بلکہ پیر کا دن ۹ ربیع الاول کو بنتا ہے۔ لہذا ۹ تاریخ صحیح ہے۔ لیکن دل چسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔

شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی شفیع صاحب انھیں مکی لکھتے ہیں۔ حفظ الرحن سیوہاری نے انھیں قسطنطیہ کا مشہور ہیئت داں اور منجم بتایا ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ”نتائج الافہام“ کے نام سے عربی میں کیا۔ اس کو مولوی محی الدین صاحب جج ہائی کورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ کرام، تابعین اور دیگر قدما کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ (ضیاء النبی ۳۹/۲)

اسی سے ملتی جلتی بات فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی بھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول کی تاریخ ہے کیوں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چوں کہ آں حضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اس لیے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دل چسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام معلوم ہے شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پور نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع نے اس کو مکی لکھا ہے جب کہ حفظ الرحمان سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت داں اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا کیوں کہ ”پاشا“ ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا کہ محمود پاشہ کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے

حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔"[1]

[۵] مولانا اشرف علی تھانوی [۱۳۶۲ھ]

مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی جماعت کے حکیم الامت مانے جاتے ہیں۔ اپنی چند ورقی بدنام زمانہ کتاب "حفظ الایمان" کی گم راہ کن عبارت کی بنا پر نہ صرف ہندستان بلکہ بیرون ہند میں بھی جانے جاتے ہیں۔ درج بالا سطور میں آپ نے پڑھا کہ مفتی شفیع صاحب کی کتاب کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ "میں مولف سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلیو میرے نام کر دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لیے دوں۔" اس سے ظاہر ہوا کہ تھانوی صاحب اس کتاب سے پورا اتفاق رکھتے ہیں اور اس کتاب میں تاریخ ولادت رسول ﷺ **۱۲ ربیع الاول** درج ہے۔ جسے موصوف سے سند اعتبار حاصل ہے۔ اگر انھیں اس سے اتفاق نہ ہوتا تو اس کا اظہار کرتے۔

[۶] مولانا صفی الرحمن مبارک پوری

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری کا شمار سلفی جماعت کے مستند و معتمد علما میں ہوتا ہے۔ موصوف صوبہ یوپی، ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ مبارک پور سے تعلق رکھتے تھے۔ "الرحیق المختوم" کے نام سے سیرۃ الرسول ﷺ کے موضوع پر عربی زبان میں ایک کتاب لکھی، جو بہت مشہور ہوئی بعدہ اسی کتاب کا ترجمہ و تلخیص اردو زبان میں "تجلیات نبوت" کے نام سے شائع کیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے اس کتاب کا اقتباس:

"آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر موسم بہار میں پیدا ہوئے۔ یہ دو شنبہ

احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی محی الدین صاحب جج ہائی کورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدما کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیوں کہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے کل وہ بات غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنس داں جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں مستقبل والے اس کی نفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اس کے معتقدین نے تو یہ کہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جب کہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے برطانیہ کے ماہر فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ (بارہ ربیع الاول کی حقیقت، ص:۲۰،۱۹)

[1] سیرت خاتم الانبیا، ص:۱۸

(سوموار) کی صبح تھی، ربیع الاول کی ۹ اور کہا جاتا ہے کہ ۱۲ تاریخ۔ سال وہی تھا جس میں ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا۔ چوں کہ وہ اپنے ساتھ ہاتھی بھی لایا تھا اور عربی میں ہاتھی کو فیل کہتے ہیں اسی لیے اس سال کا نام عام الفیل پڑ گیا۔ اسی روز اپریل ۵۷۱ء کی ۲۲/ تاریخ تھی ۔"(۱)

[۷] مولانا ادریس کاندھلوی

مولانا ادریس کاندھلوی بھی جماعت دیوبند کے اکابر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ قاری طیب قاسمی نے ان کی وفات پر یوں مرثیہ پڑھا ہے: آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلا میں سے تھے۔ انور شاہ کشمیری کے مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ میں سے تھے۔ احقر کے خاص تعلیمی رفیق اور دورہ حدیث کے ساتھی تھے۔ فراغت کے بعد بعض مدارس میں سلسلۂ تدریس سے منسلک رہ کر دارالعلوم دیوبند میں شیخ التفسیر کی حیثیت سے بلائے گئے اور کتب تفسیر کے ساتھ دورے کی کتب حدیث بالخصوص ابوداؤد شریف اکثر وبیش تر آپ ہی کے درس میں رہتی تھی۔ علوم شرقیہ اور رد مذاہب باطلہ میں بہت سی کتب کے بہترین مصنف تھے۔ سیرۃ المصطفیٰ کے نام سے کئی جلدوں میں محققانہ سیرت لکھی۔ جس میں آزاد خیال مصنفوں پر علمی انداز سے تنقید کی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستانی قومیت اختیار کر لی اور آخر وقت تک جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث والتفسیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے ماہ رجب ۱۳۹۴ھ کو رحلت فرمائی۔ جب سانحۂ ارتحال کی ہوش ربا خبر سنی تو علمی حلقہ سوگ وار ہو گیا۔ دارالعلوم میں درس بند کر کے ختم پڑھایا گیا اور جلسۂ تعزیت منعقد ہوا۔(۲) موصوف نے تاریخ ولادت کے سلسلے میں اپنی کتاب "سیرۃ المصطفیٰ" میں یوں لکھا ہے:

" سرور عالم، سید ولد آدم، محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ واقعۂ فیل کے پچاس یا پچپن روز کے بعد بتاریخ ۸ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ماہ اپریل ۵۷۰ء کو مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں پیدا ہوئے۔ ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول یہ ہے کہ حضور پر نور ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔"

اس کے حاشیے میں لکھتے ہیں :

مشہور یہی ہے کہ آں حضرت واقعۂ فیل کے پچاس روز بعد پیدا ہوئے اور اسی کو علامہ سہیلی نے

---

(۱) تجلیات نبوت، ص: ۲۹، از: صفی الرحمن مبارك پوری.

(۲) دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات، ص: ١٦٧ تا ١٧٠، از: قاری طیب قاسمی.

اختیار فرمایا ہے اور محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ پچپن روز بعد پیدا ہوئے اور اسی کو علامہ دمیاطی نے اختیار فرمایا ہے۔ (زر قانی، ۱/۱۳۱) جمہور علما کا یہی قول ہے کہ آں حضرت ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور علامہ ابن جوزی نے اسی پر علما کا اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آں حضرت ربیع الآخر اور بعض کہتے ہیں کہ صفر میں اور بعض کہتے ہیں رجب میں اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے مگر یہ تمام اقوال ضعیف ہیں۔ (زر قانی، ۱/۱۳۰) عبداللہ بن ابی العاص سے مروی ہے کہ حضور کی ولادت باسعادت یوم دوشنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔ (زر قانی، ۱/۱۳۳) یہ روایت اگرچہ ضعیف الاسناد ہے لیکن اس سے تمام روایات میں توفیق و تطبیق ہوجاتی ہے۔ اس لیے بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولادت باسعادت دن میں ہوئی ہے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا کہ شب میں ہوئی ہے لیکن صبح صادق کے وقت کی ولادت کو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شب میں ولادت ہوئی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بروز دوشنبہ صبح کے وقت ولادت ہوئی، لہٰذا جن روایات میں دوشنبہ کی ولادت مذکور ہے وہ بھی صحیح ہیں اور جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ شب دوشنبہ میں ولادت ہوئی وہ روایتیں بھی صحیح ہیں، علاوہ ازیں ولادت اگرچہ صبح صادق کے وقت ہوئی لیکن ولادت کے آثار اور مبادی شب ہی سے شروع ہوگئے تھے۔ ابن عساکر اور زبیر بن بکار نے معروف بن خربوذ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دوشنبہ کے روز طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ (خصائص کبریٰ، ۱/۵۱) ابن حبان نے معروف بن خربوذ کی توثیق کی ہے ابا حاتم فرماتے ہیں کہ ابن خربوذ کی حدیث لی جاسکتی ہے۔ کذافی الخلاصہ والتھذیب۔ (۱)

[۸] مفتی متین الحق اسامہ قاسمی

مفتی متین الحق اسامہ قاسمی دیوبندی مکتبہ فکر کے قاضی شہر کان پور مانے جاتے ہیں۔ کئی سیاسی و ملی تنظیموں کے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ خاص طور سے جمعیت علمائے ہند شہر کان پور کے جنرل سکریٹری ہیں۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ ۱۲ ربیع الاول کو یوم میلاد النبی تسلیم کیا ہے بلکہ بارہویں شریف کے دن جلوس محمدی ﷺ کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو روزنامہ اردو اخبار "راشٹریہ سہارا" میں شائع شدہ ۴، جنوری کی رپورٹ:

"۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت النبی کے موقع پر جمعیۃ العلماء شہر کان پور کے زیر اہتمام و زیر قیادت رجبی گراؤنڈ پریڈ سے ہر سال جلوس محمدی اٹھایا جاتا ہے جس کی تیاریوں کا آغاز بھی ہوچکا ہے۔ اس سلسلے میں اراکین جمعیت کو ضروری ذمے داریاں بھی سونپی گئی ہیں۔ تنظیم کے جنرل سکریٹری مولانا محمد متین الحق اسامہ

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ، ۵۱،۵۲۱، از: مولوی ادریس کاندھلوی.

قاسمی نے جلوس محمدی اور عشرۂ رحمت عالم کے پروگراموں کو کام یاب بنانے کی اپیل کی ہے۔"(۱)

[۹] مولانا شمیم ندوی

مولانا شمیم ندوی مدرسہ ریاض الجنۃ، برولیا، ڈالی گنج، لکھنؤ کے مدرس ہیں۔ انھوں نے بھی تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق ۱۲ ربیع الاول ہی لکھا ہے۔ اپنے ایک مضمون میں جو کہ روزنامہ اردو اخبار انقلاب دہلی میں شائع ہوا ہے، لکھتے ہیں:

" آج سے ۱۴۰۰ سال قبل خالق کائنات نے آپ ﷺ کو ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ بروز دوشنبہ اس وقت مبعوث فرمایا، جب پوری دنیا کفر و شرک، جہالت و سفاہیت کی تاریکیوں میں گھری ہی نہیں بلکہ ایک نازک ترین اور خطرناک صورت حال سے دوچار تھی۔"(۲)

[۱۰] مولانا عبدالماجد ندوی

مولانا عبدالماجد ندوی دارالعلوم ندوۃ العلما کے سابق استاذ ادب ہیں۔ ان کی کتاب معلم الانشا عالمیت کے کورس میں پڑھائی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں تاریخ ولادت رسول ﷺ کے متعلق یوں لکھا ہے:

''**ولد سيدنا محمد رسول الله ـصلى الله عليه وسلم- صباح اليوم الثانى عشر من شهر ربيع الاول لعام الفيل او اليوم العشرين من شهر ابريل سنة احدى وسبعين وخمس مائة للميلاد بمكة**۔"(۳)

ترجمہ: ہمارے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں **۱۲ ربیع الاول / ۲۰ اپریل ۵۷۱ء** کی صبح کو مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

[۱۱] سید ابوالاعلیٰ مودودی

مودودی صاحب جماعت اسلامی کے بانی اور وہابی جماعت کے مشہور عالم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف و مولف تھے۔ پروفیسر مصطفیٰ الغايينى (متوفیٰ: ۱۹۴۴ء) کلیہ اسلامیہ، بیروت جو جماعت

---

(۱) روز نامہ اردو اخبار راشٹریہ سہارا، شمارہ، ٤ فروری ۲۰۱۰ء

(۲) روزنامہ اردو اخبار انقلاب دہلی، ٤ جنوری ۲۰۱۵ ص: ۱۰

(۳) معلم الانشا ، ۲، ۱۰۷

اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے انھوں نے سیرت رسول ﷺ پہ ایک کتاب لکھی جس کا نام "لباب الخیار فی سیرۃ المختار" رکھا۔ اس کتاب میں موصوف نے تاریخ ولادت رسول ﷺ **۱۲ ربیع الاول** ہی لکھی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ملک غلام علی نے کیا جو مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور (پاکستان) سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے شروع میں مودودی صاحب نے پیش لفظ لکھا ہے۔ اگر مودودی صاحب کو **۱۲ ربیع الاول** کے قول سے اختلاف ہوتا تو حاشیے میں اس کا اظہار کرتے مگر انھوں نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب بھی **۱۲ ربیع الاول** کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور آپ کی بیگم تو نہ صرف **۱۲ ربیع الاول** کو یوم ولادت رسول ﷺ مانتی ہیں بلکہ اس کی تقریبات میں شرکت بھی کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو روزنامہ اردو اخبار "نوائے وقت" میں شائع شدہ رپورٹ:

"امسال **۱۲ ربیع الاول** کے موقع پر لاہور کے ایک کلب میں محفل میلاد منعقد ہوئی، جس میں مودودی صاحب کی بیگم بھی شریک ہوئیں، قیام و سلام بھی ہوا اور دعا پر مجلس ختم ہوگئی۔ موصوفہ کی تقریر کا یہ حصہ قابل ذکر ہے: "یہ مہینہ ہر برس آتا ہے اور ہم میلاد النبی بڑے چاؤ اور جذبے سے مناتے ہیں۔"(۱)

[۱۲] ڈاکٹر یاسر قاضی

ڈاکٹر یاسر قاضی اپنی جماعت کے مشہور اسکالر ہیں، انھوں نے مدینہ یونی ورسٹی (Islamic University of Madinah) سے علم حدیث میں بیچلر (Bachelor) اور دینیات (Theology) میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے اور Yale University سے اسلامک اسٹڈیز میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ (PhD) کی ہے۔ موصوف تاریخ ولادت رسول ﷺ کے تعلق سے اپنی رائے یوں پیش کرتے ہیں:

"It is a commonly held belief that the birth-date of the Prophet ﷺ is the 12th of Rabī al-Awwal, in the 'Year of the Elephant', which is the year that the Abyssinian Emperor Abraha attacked the Ka'bah with an army of elephants." (2)

---

(۱) روز نامہ اردو اخبار، نوائے وقت، لاھور، ۲۱، جون، ۱۹۶۷ء، بحوالہ تعزیرات قلم، ص: ۱۷۵، از: علامہ ارشد القادری

(2) The Birth Date of The Prophet And The History of The Mawlid. 1-3

ڈاکٹر یاسر قاضی کا تعارف ان کی کتاب میں یوں پیش کیا گیا ہے:

ترجمہ : عام طور سے یہ اعتماد کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی تاریخ ولادت **۱۲ ربیع الاول** کو عام الفیل میں ہوئی جس میں یمنی حکم راں ابرہہ نے ہاتھیوں کے فوج کے ساتھ کعبے پر چڑھائی کی تھی۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ آج بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی، ۱۲ بج کر ۱۲، منٹ پر اس کتاب کا کام مکمل ہوا۔ بارگاہ پروردگار کائنات میں دست بدعا ہوں کہ مولائے رحیم اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ التسلیم کے صدقے طفیل اسے مفید انام اور ہمارے لیے بخشش کا ذریعۂ تام بنائے اور ہم سب کو اچھی باتوں پر عمل کرنے اور بری باتوں سے بچنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ اکرم الصلاۃ وافضل التسلیم

امیدوار کرم

ناصر منیری

منیری منزل، قاضی محلہ، منیر شریف، پٹنہ، بہار

بانی و صدر منیری فاؤنڈیشن، تغلق آباد، نئی دہلی

۱۲، ربیع الثانی، ۱۴۳۶ھ/ ۲، فروری، ۲۰۱۵ء

رابطہ نمبر: 0091 7499340533 **ای میل**: nasirmaneri92@gmail.com

---

Sh. Dr. Yasir Qadhi is someone that believes that one's life should be judged by more than just academic degrees and scholastic accomplishments. Friends and foe alike acknowledge that one of his main weaknesses is ice-cream, which he seems to enjoy with a rather sinister passion. The highlight of his day is twirling his little girl (a.k.a. "my little princess") round and round in the air and watching her squeal with joy. A few tid-bits from his mundane life: Sh. Yasir has a Bachelors in Hadith and a Masters in Theology from Islamic University of Madinah, and a PhD in Islamic Studies from Yale University. He is an instructor and Dean of Academic Affairs at AlMaghrib, and the Resident Scholar of the Memphis Islamic Center.

اختتامیہ

عیدالاعیاد عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیسے منائیں؟

مذکورہ تحریر ۱۲ویں شریف (عید میلادالنبی ﷺ) کے پر بہار و پر مسرت موقع پر منیری فاؤنڈیشن کی جانب سے پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوتی ہے۔ افادۂ عام کے لیے اختتامیہ کی صورت میں شامل کتاب کی جارہی ہے۔ (منیری)

نعمت غفار ہے یہ عید میلادالنبی — رحمت سرکار ہے یہ عید میلادالنبی
عید فطر و عید ضحیٰ صاحب ایماں کی ہیں — سب کا ہی تہوار ہے یہ عید میلادالنبی

ربیع الاول کے مہینے میں ۱۲ تاریخ کو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی۔ پورے عالم اسلام میں اس روز میلاد شریف کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور میلادالنبی ﷺ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ عید میلادالنبی ﷺ منانا جائز و مستحب اور حضور ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چناں چہ سورۂ ابراہیم، آیت:۵ میں ہے: ''انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔'' حضرت عبداللہ بن عباس اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں ''اللہ کے دن'' سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ کی نعمت کا نزول ہوا ہو اور سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے، ان کی یاد منانا بھی اس آیت میں داخل ہے۔'' (خزائن العرفان) سورۂ آل عمران، آیت:۱۶۴ میں ہے: ''بے شک اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔'' سورۂ یونس آیت:۵۷ میں ہے: ''اے محبوب! آپ فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے سبب انھیں چاہیے کہ خوشی منائیں یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (یعنی مال و اسباب اور اعمال صالحہ)'' سورۂ ضحیٰ آیت:۱۱ میں ہے: ''اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچہ کرو''۔ حدیث پاک میں ہے کہ ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس نے خواب میں اسے بری حالت میں دیکھ کر پوچھا: مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا: کوئی آرام نہیں ہے، بس پیر کے روز تھوڑی سیرابی حاصل ہو جاتی ہے، کیوں کہ اسی محمد (ﷺ) کی پیدائش کی خوشی میں اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری شریف، ۲/۲۳۴) بخاری شریف کے شارح امام قسطلانی فرماتے ہیں: ''اللہ اس پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد کی راتوں کو عید بنا کر ان پر شدت کی جن کے دل میں بغض و عناد ہے۔'' (قسطلانی، ۱/۲۷) امام سیوطی ایک بزرگ حضرت ابوطیب مالکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو وہ مدرسے کے پاس سے گذرے تو ان کے استاذ نے کہا: اے فقیہ! یہ چھٹی کا دن ہے لہٰذا بچوں کو چھٹی دے دو۔ (الحاوی للفتاویٰ بحوالہ فیضان مخدوم اشرف، جنوری، ۲۰۱۴)

اہتمام مجالس: میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا بزرگوں کا طریقہ رہا ہے۔ اپنے میلاد کے بیان کے لیے خود حضور ﷺ نے بھی اجتماعات کا اہتمام فرمایا۔ بے شمار حدیثیں اس پر شاہد ہیں۔ مشہور حدیث ہے کہ حضرت حلیمہ کے لیے آپ نے اپنی چادر مبارک بچھائی تھی اور ان سے اپنا میلاد سنا تھا۔

بیان سیرت: میلاد شریف کی محفلوں میں عام طور سے حضور ﷺ کی سیرت وفضائل کا بیان ہوتا ہے۔ اس کے صحیح ہونے کے لیے ہمیں دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ ایک وفادار امتی اپنے نبی ﷺ کی سیرت وفضائل کے بیان کو ہرگز ہرگز غلط نہیں کہہ سکتا۔

نعت خوانی: حضور ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھنا صحابہ کی سنت ہے اور نعت سننا خود حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت حسان کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے اور حضرت حسان اس پر کھڑے ہوکر حضور کی نعت پڑھتے، پھر حضور حضرت حسان کے لیے دعا فرماتے۔ (ترمذی شریف، ۱۳۸/۲)

صلاۃ و سلام: صلاۃ وسلام پڑھنا بھی نیکوں کی محفل کا اہم حصہ ہے۔ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں جابجا ملتا ہے۔ سورۂ احزاب، آیت: ۵۶ میں ہے: ”اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر بے شک درود پڑھتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ان پر خوب خوب صلاۃ وسلام پڑھو۔“ حدیث پاک میں حضور ﷺ کا فرمان پاک ہے: ”مجھ پر درود بھیجتے رہو، بے شک تمھاری طرف سے بھیجے گئے درود مجھ تک پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی رہو۔“ (سنن ابوداؤد، ۱۷۶/۲) دوسری جگہ ہے: ”اللہ کے فرشتے زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کی طرف سے بھیجے گئے درود وسلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔“ (سنن نسائی، ۳۱/۳) مزید فرمایا: ”جس نے مجھ پر زیادہ درود پڑھا وہ مرتبے کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر میرے قریب ہوگا۔“ (بیہقی شریف، ۱۱۰/۳)

اہتمام چراغاں: اس مبارک موقع پر سجاوٹوں اور روشنیوں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور دکانوں کو لائٹوں اور قمقموں سے سجاتے ہیں، سڑکوں پر لائٹیں اور چھتوں پر ہرے جھنڈے وغیرہ لگاتے ہیں یہ بھی حضور ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ اس کا ثبوت بھی حدیث وسیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ بیان کرتی ہیں کہ ”حضور ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے جسم سے ایسا نور نکلا جس سے پورا گھر جگمگ جگمگ کرنے لگا اور مجھے ہر چیز میں نور ہی نور نظر آیا۔“ (طبرانی، ۱۴۷/۲۵) حضرت آمنہ بیان کرتی ہیں کہ ”جب میں نے حضور ﷺ کو جنم دیا تو میں نے دیکھا کہ ایسا نور نکلا جس سے ملک شام میں بصرہ کے محل جگمگانے لگے۔“ (صحیح ابن حبان، ۳۱۳/۱۴) دوسری جگہ حضرت فاطمہ کا بیان ہے کہ ”جب حضور کی ولادت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ نور سے روشن ہوگیا اور ستارے زمین سے بہت قریب ہوگئے۔“ (طبری، ۴۵۴/۱) جھنڈوں کے سلسلے میں حضرت آمنہ فرماتی ہیں: ”ولادت کے وقت میں نے تین جھنڈے دیکھے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر۔“ (الانوار المحمدیہ للنبہانی، ۳۳/۱)

ضیافت میلاد: بارہویں شریف کی محفلوں میں عام طور سے دعوت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ قسم قسم کے کھانے پینے کے سامان تیار کیے جاتے ہیں۔ مٹھائی اور شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے۔ یہ بھی پسندیدہ عمل ہے۔ قرآن میں نیکوں کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ ”وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں محتاجوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو صرف

اللہ کی خوش نودی چاہتے ہیں نہ کہ بدلہ اور شکریہ۔"(سورۂ دہر، آیت:۸،۹)دوسری جگہ اللہ نے فرمایا:"تم خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔" (سورۂ حج، آیت:۲۸)حضور ﷺ صحابہ کو کھانے کی دعوت دیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں ہے:"اے مومنو!نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر جب کہ تمھیں کھانے کی اجازت دی جائے اور کھانا پکنے کا انتظار نہ کیا کرو بلکہ جب تمھیں بلایا جائے تو اندر آؤ پھر جب کھا چکو تو فوراً نکل جایا کرو۔"(سورۂ احزاب، آیت:۵۳)حدیث پاک میں حضور ﷺ کا فرمان ہے:"جو محتاج کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اور پانی پلائے اللہ اسے جہنم کی آگ سے بچائے گا۔" (بیہقی شریف، ۲۱۸/۳) دوسری جگہ ہے:"(فقیروں کو)کھانا کھلاؤ اور سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ" (ترمذی شریف، ۶۵۲/۴)مزید فرماتے ہیں:"تم میں بہترین ہیں وہ لوگ جو(مسکینوں کو)کھانا کھلاتے ہیں۔"(بیہقی شریف، ۴۷۸/۶)

جلوس میلاد : اس بابرکت موقع پر جلوس کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، جس میں نعت وتقریر اور صلاۃ وسلام وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک جائز کام ہے اور حضور ﷺ سے محبت کی روشن دلیل ہے۔ اس کا ثبوت صحابہ کے اس عمل سے ملتا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لانے والے تھے تو مدینے کے لوگ جلوس کی شکل میں آپ کے استقبال کے لیے " قبا" تک آتے اور شام تک انتظار کر کے واپس ہو جاتے۔ جس دن حضور ﷺ تشریف لائے، مدینے کے لوگ بہت خوش ہوئے، سب لوگ گھر سے باہر نکل آئے اور مدینے کی گلیوں میں جلوس کا منظر نظر آنے لگا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ "مرد وعورت چھت پر چڑھ گئے، بچے جوان راستوں میں پھیل گئے، سب بلند آواز سے کہہ رہے تھے: یا محمد! یارسول اللہ! یا محمد! یارسول اللہ! ﷺ" (مسلم شریف، ۲۳۱/۲)امام رویانی کہتے ہیں کہ " مدینے کے لوگ جلوس کی شکل میں یہ نعرہ لگا رہے تھے: جاء محمد رسول اللہ ﷺ یعنی اللہ کے رسول محمد ﷺ تشریف لے آئے۔"(مسند الصحابہ للرویانی، ۱۳۸/۱)اور دوسری روایتوں میں ہے کہ "مدینے کی ننھی منی بچیاں اور انصاری لڑکیاں دف بجا کر ان اشعار کے ساتھ اپنے مہمان کا استقبال کر رہی تھیں۔

بدر کامل آیا ہم تک	گھاٹیوں سے اس وداع کی
شکر واجب ہے خدا کا	جب تلک دعوت دے داعی
ہم میں آنے والے آقا	لائے ہیں دین الٰہی

(زرقانی، ۱۰۱/۴، ترجمہ منیری)

بارگاہ پروردگار کائنات میں دست بدعا ہوں کہ مولائے رحیم اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقے طفیل ہمیں اچھی باتوں پر عمل کرنے اور بری باتوں سے بچنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔(آمین)

از قلم : ناصر منیری ، بانی و صدر منیری فاؤنڈیشن سینٹرل آفس تغلق آباد، نئی دہلی

کتابیات

نمبر	کتاب	صاحب کتاب	وفات	ناشر کتاب	ایڈیشن
۱	کنزالایمان	امام احمد رضا قادری	۱۳۴۰ھ	مجلس برکات، مبارک پور	۲۰۰۱ء
۲	خزائن العرفان	علامہ نعیم الدین مراد آبادی	۱۳۴۰ھ	//	//
۳	بخاری شریف	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری	۲۵۶ھ	//	۲۰۰۷ء
۴	مسلم شریف	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری	۲۶۱ھ	//	//
۵	ترمذی شریف	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	//	//
۶	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سجستانی	۲۷۵ھ	//	//
۷	بیہقی شریف	امام ابوبکر بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۴ء
۸	صحیح ابن حبان	امام محمد بن حبان تمیمی	۳۵۴ھ	//	//
۹	مواہب اللدنیہ	امام محمد بن احمد قسطلانی	۹۲۳ھ	//	۱۹۹۹ء
۱۰	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم طبرانی	۳۶۰ھ	//	//
۱۱	انوار محمدیہ	امام یوسف نبہانی	۱۳۵۰ھ	المجمع المصباحی، مبارک پور	۲۰۰۵ء
۱۲	مسند الصحابہ	امام ابوبکر بن ہارون رویانی	۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۷ء
۱۳	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی	۲۳۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۴۰۶ھ
۱۴	الوفا باحوال المصطفیٰ	امام عبدالرحمن ابن جوزی	۵۹۷ھ	//	۱۹۸۸ء
۱۵	دلائل النبوہ	امام ابوبکر بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ	//	۱۴۰۱ھ
۱۶	شعب الایمان	//	//	//	//
۱۷	تاریخ الاسلام	امام شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دارالکتب العربی، بیروت	۱۹۸۹ء
۱۸	المستدرک علی الصحیحین	امام حاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۰ء
۱۹	الجامع لاحکام القرآن	امام ابوعبداللہ انصاری	۶۷۱ھ	دارالشعیب، قاہرہ	۱۳۷۲ھ
۲۰	العقد الفرید	امام احمد بن عبدرہ اندلسی	۳۲۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۳۹۰ھ
۲۱	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	امام ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دارالفکر، بیروت	۱۳۹۸ھ
۲۲	شرح مواہب اللدنیہ	امام عبدالباقی زرقانی	۱۱۲۲ھ	//	//
۲۳	مدارج النبوہ	شیخ عبدالحق دہلوی	۱۰۵۲ھ	رضوی کتاب گھر، دہلی	۲۰۰۵ء
۲۴	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ دہلوی	۱۱۷۶ھ	مطبع محمدی، لاہور	۱۸۹۱ھ
۲۵	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا قادری	۱۳۴۰ھ	رضا اکیڈمی، ممبئی	۲۰۰۸ء
۲۶	السیرۃ النبویہ	امام ابن اسحاق مدنی	۱۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۲۰۰۴ء
۲۷	سیرت ابن ہشام	امام ابن ہشام حمیری	۲۱۳ھ	دارالجیل، بیروت	۱۴۱۱ھ

۲۸	تاریخ الامم والملوک	امام محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۴۰۷ھ
۲۹	تاریخ ابن خلدون	امام ابن خلدون	۸۰۸ھ	موسسۃ الاعلیٰ، بیروت	۱۳۹۰ھ
۳۰	السیرۃ النبویہ	امام ابن کثیر دمشقی	۷۷۲ھ	دارالفکر، بیروت	۱۹۹۸ء
۳۱	اعلام النبوۃ	علامہ ابوالحسین ماوردی	۴۵۰ھ	داراحیاء العلوم، بیروت	۱۹۹۲ء
۳۲	شواہد النبوۃ	علامہ عبدالرحمن جامی	۸۹۸ھ	اسلامک پبلشر، دہلی	غیر مورخ
۳۳	محمد رسول اللہ	علامہ محمد رضا مصری		دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۷۵ء
۳۴	محمد رسول اللہ	علامہ صادق ابراہیم مصری		دارالقلم، دمشق	۱۹۸۵ء
۳۵	ضیاء النبی	علامہ پیر کرم ازہری	۱۴۲۰ھ	المجمع المصباحی، مبارک پور	۲۰۰۴ء
۳۰	تواریخ حبیب اللہ	علامہ عنایت احمد کاکوروی	۱۲۷۹ھ	مجلس برکات مبارک پور	۲۰۰۷ء
۳۶	سیرت مصطفیٰ	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی	۱۴۰۶ھ	رضوی کتاب گھر، دہلی	۲۰۱۲ء
۳۷	فقہ السیرۃ	امام محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۷ء
۳۸	خاتم النبیین	امام ابوزہرہ مصری		دارالفکر العربی، قاہرہ	۱۹۹۹ء
۳۹	فیصلہ ہفت مسئلہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۱۳۱۷ھ	فاروقیہ بک ڈپو دہلی	۲۰۰۷ء
۴۰	انوار ساطعہ	علامہ عبدالسمیع انصاری	۱۳۱۸ھ	رضوی کتاب گھر دہلی	۲۰۰۸ء
۴۱	اشرف السیر	مفتی شریف الحق امجدی	۱۴۲۱ھ	دائرۃ البرکات گھوسی	۱۹۹۹ء
۴۲	بارہ ربیع الاول کی حقیقت	علامہ فیض احمد اویسی	۱۴۳۱ھ	بزم فیضان اویسیہ کراچی	غیر مورخ
۴۳	مضامین بحر العلوم	مفتی عبدالمنان اعظمی	۱۴۳۴ھ	امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی	۲۰۱۳ء
۴۴	انوار شریعت	مفتی جلال الدین امجدی	۱۴۲۲ھ	کتب خانہ امجدیہ دہلی	غیر مورخ
۴۵	نورانی تعلیم	//	//	//	غیر مورخ
۴۶	جان جاناں	پروفیسر مسعود احمد مجددی		رضوی کتاب گھر دہلی	۱۹۹۰ء
۴۷	اسلام منزل بہ منزل	علامہ ممتاز احمد اشرف القادری	باحیات	الاشرف اکیڈمی، مبارک پور	۲۰۱۱ء
۴۸	سیرت مصطفیٰ جان رحمت	علامہ عیسیٰ رضوی	//	برکات رضا، پوربندر	۲۰۰۴ء
۴۹	بارہویں شریف اور جلسے جلوس	مولانا تطہیر رضوی	//	اسلامی کتب خانہ، بریلی	۲۰۱۲ء
۵۰	پیام سیرت	مولانا مبارک حسین مصباحی	//	المجمع المصباحی، مبارک پور	۲۰۰۵ء
۵۱	مضامین افضل العلما	مولانا محمد علی قاضی مصباحی	//	ادارہ تحقیقات رضا، کشمیر	۲۰۱۳ء
۵۲	مضامین خطیب الہند	مولانا عبیداللہ اعظمی	//	سلطان شاہ پبلی کیشن، ممبئی	۲۰۱۴ء
۵۳	مختصر سیرت رسول	شیخ عبداللہ نجدی	۱۲۴۲ھ	المطبعۃ العربیہ	۱۳۹۹ھ
۵۴	قصص النبیین	ابوالحسن علی ندوی	۱۹۹۹ء	موسسۃ الصحافۃ والنشر، لکھنؤ	۲۰۰۱ء
۵۵	الشمامۃ العنبریہ	نوب صدیق حسن بھوپالی	۱۸۳۲ء	------	-----

۵۶	سیرت خاتم الانبیا	مفتی شفیع دیوبندی	۱۳۹۶ھ	------	-----
۵۷	سیرۃ المصطفیٰ	مولوی ادریس کاندھلوی	۱۳۹۴ھ	ارشد بک ڈپو، دیوبند	غیر مورخ
۵۸	تجلیات نبوت	صفی الرحمن مبارک پوری	------	مسلم بک ڈپو، دہلی	۲۰۰۵ء
۵۹	دارالعلوم دیوبند کی ۵۰ مثالی شخصیات	قاری طیب قاسمی	------	مکتبہ فیض القرآن، دیوبند	۱۹۹۸ء
۶۰	معلم الانشا	مولوی عبد الماجد ندوی	-----	موسسۃ الصحافۃ والنشر، لکھنؤ	۱۹۹۱ء

رسائل واخبارات

نمبر	نام	اقسام	مقام	ایڈیٹر	شمارہ
۱	اشرفیہ	ماہ نامہ	مبارک پور	علامہ بدر القادری مصباحی	مارچ ۱۹۷۶ء
۲	جام نور	ماہ نامہ	دہلی	خوشتر نورانی	اپریل ۲۰۱۳ء
۳	کنز الایمان	ماہ نامہ	دہلی	ظفر الدین برکاتی مصباحی	فروری ۲۰۱۲ء
۴	سنی دعوت اسلامی	ماہ نامہ	ممبئی	توفیق احسن برکاتی مصباحی	جنوری ۲۰۱۵ء
۵	جام شہود	سہ ماہی	بہار شریف	نور الدین اصدق مصباحی	جنوری تا مارچ ۲۰۱۵
۶	فیضان مخدوم اشرف	سہ ماہی	رانچی	عبد المالک مصباحی	جنوری تا مارچ ۲۰۱۴ء
۷	انقلاب	روزنامہ	دہلی	شکیل شمسی	جنوری ۲۰۱۵ء
۸	راشٹریہ سہارا	روزنامہ	دہلی	عزیز برنی	۴ فروری ۲۰۱۰

تعارف مولف

مولانا محمد فیضان سرور رضوی مصباحی
اورنگ آباد، بہار

اشرفیہ پیانے پر شائع ہونے والے پندرہ روزہ اخبار "تاباں" کا مجھے ایک خصوصی شمارہ شائع کرنا تھا۔ موسم کی مناسبت سے میں نے "ایوان اشرفیہ کے ابھرتے شعرا نمبر" نکالنے کا اعلان نامہ لگاکر فرزندان اشرفیہ کو مطلع کر دیا کہ شعروسخن سے دل چسپی رکھنے والے طلبہ اپنے منتخب اشعار لے کر "تاباں" کے دفتر میں حاضر ہوں۔ چناں چہ جہاں بہت سے شعرا اپنے اپنے اشعار لے کر آئے وہیں ایک ہاتھ میں کاغذ لیے ایک ایسا بچہ بھی سامنے آیا، جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور پیشانی پر ستارۂ اقبال جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ علیک سلیک کے بعد ہاتھوں سے ایک کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: اسے "تاباں" میں شائع کر دیجیے گا۔ کاغذ کھول کر دیکھا تو اس میں درج ذیل اشعار درج تھے۔ لیجیے آپ بھی مسکراتے لبوں سے ایک بار پڑھ لیجیے:

خاک طیبہ

اس کی قسمت پہ فدا سارا جہاں ہوتا ہے
خاک طیبہ میں ملا جس کو مکاں ہوتا ہے

کیا نہیں میرے شہا تجھ پہ عیاں ہوتا ہے
جب کہ اللہ ہی تجھ سے نہ نہاں ہوتا ہے

دل میں جب یاد نبی لے کے نکل جاتا ہوں
قریے قریے پہ مدینے کا گماں ہوتا ہے

دیکھ لے "یوحیٰ الیّ" کو تو بعد "بشرٌ"
مرے سرکار کا یوں وصف بیاں ہوتا ہے

"یعطی اللہ و انا قاسم" خود فرمایا
ایسا فرمائے جو مجبور کہاں ہوتا ہے

"فاذکرونی اذکرکم" سے یہ ملتا ہے پیام
ہم یہاں ذکر کریں ذکر وہاں ہوتا ہے

کیا کرے ناصؔر عاصی شہا تیری مدحت
پورے قرآں میں جب تیرا بیاں ہوتا ہے

جان جاں

کبھی مرا بھی نصیبہ جگاؤ جان جاں
کبھی تو خواب میں جلوہ دکھاؤ جان جاں

میں بھول جاؤں زمانے کا غم جسے پی کر
مجھے وہ جام کسی دن پلاؤ جان جاں

نہیں ہے ناصؔر عاصی کو خواہش جنت
بس اپنے قدموں میں اس کو سلاؤ جان جاں

فیشن

دین و سنت کو بھلانا آج کل فیشن میں ہے
غیر کو اپنا بنانا آج کل فیشن میں ہے

تھیٹر اور ڈسکو میں جا کے مستیوں میں ناچنا
مسجدوں سے جی چرانا آج کل فیشن میں ہے

الٹرا سونو گرافی سے اب ننھی جان کو
رحم مادر میں گرانا آج کل فیشن میں ہے

سیفٹی ریزر نے ناصؔر پھر کے چہرے پر کہا
مرد سے عورت بنانا آج کل فیشن میں ہے

جہیز

یہ رسم زر ہے تباہی کا شاخسانہ ہے
جہیز چاہیے شادی تو بس بہانہ ہے

کسی غریب کی بیٹی کا کون رکھے خیال
خیال عقبٰی کہاں دنیا تو بس بنانا ہے

جہیز میں انھیں مل جائے بس ہوائی جہاز
ہوائی اڈہ بنانے کو کیا ٹھکانہ ہے

ہے واسطہ تجھے بہنوں کا کرلے توبہ اے دوست
جہیز اچھا نہیں یہ رسم جاہلانہ ہے

جوانو!تم سے ہے ناصؔر کی عرض کرلو یہ عہد
ہر اک غریب کی عزت ہمیں بچانا ہے

ماں

بیاں عظمت مری ماں کیسے مجھ سے آپ کی ہوگی
اگر چاہوں بیاں کرنا تو میری بے بسی ہوگی

مرے رب نے ترے قدموں میں رکھی ہے مری جنت
اگر ناراض میں کر دوں تو کیسے حاضری ہوگی

اگر راضی ہو ماں مجھ سے تو ہے مجھ کو یقیں ناصؔر
قیامت میں یقیناً میری بھی بگڑی بنی ہوگی

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آخر اتنی لمبی تمہید کس کے لیے باندھی جارہی ہے؟ تو سن لیں یہ بچہ کوئی اور نہیں بلکہ ”ناصؔر منیری“ ہے۔ چناں چہ جب تاباں کا ”ایوان اشرفیہ کے ابھرتے شعرا نمبر“ نکلا تو جہاں بہت سے شعرا کے کلام دل چسپی سے پڑھے گئے وہیں ”ناصر منیری“ کا کلام بھی خوب چرچے میں رہا۔ بالخصوص ”فیشن میں ہے“ والے کلام کو پڑھ کر اہل ذوق خوب محظوظ ہوئے اور داد تحسین دیے بغیر نہ رہ سکے۔

”ناصؔر منیری“ کو میں نے کئی رنگوں میں دیکھا ہے، کبھی وہ ملت کی زبوں حالی پر مرثیہ خوانی کرنے لگتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارے جہاں کا درد انھیں کے جگر میں پیوست کر دیا گیا ہے۔ کبھی ظرافت انگیزی پر اترتے ہیں تو سننے والا ”ابھی اور ابھی اور“ کی تمنا کرنے لگتا ہے۔ جب ایک شاعر کی حیثیت سے مشاعرے میں اپنا کلام سنانے لگتے ہیں تو پوری محفل عش عش کرنے لگتی ہے۔ کبھی وہ تحریری سرگرمیاں دکھاتے ہوئے پمفلٹ شائع کرتے ہیں تو ان کے اس مضمون کو حاصل کرنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ غرض کہ مختلف خوبیوں کے مالک ”ناصر منیری“ اپنے آپ میں ایک جہان ہیں۔ میں ان کی اردو شاعری سے تو متاثر تھا ہی، اپنا انگریزی اور ہندی کلام سنا کر انھوں نے مزید اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ اپنی تنظیم ”منیری فاؤنڈیشن“ کو نہایت قلیل عرصے میں جس طرح کامیابی کے آسمان تک پہنچایا ہے اس کی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔

ابھی ان کی عمر مشکل سے ۲۰ کے آس پاس ہوگی مگر ان کے دینی وملی اور سماجی و تصنیفی کارناموں کو دیکھ کر یقین نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اس عمر میں ہی منیری فاؤنڈیشن کے بانی وصدر، منیری پبلی کیشن کے بانی وڈائریکٹر، منیری لائبریری کے بانی و سکریٹری، منیری میگزین کے بانی وچیف ایڈیٹر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مقالات وپمفلٹ اس پر مستزاد ہیں۔ لیجیے اب ان کی حیات کا اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے:

نام: محمد ناصر حسین، قلمی نام: ناصرؔ منیری، تخلص: ناصرؔ، نسبت: منیری (منسوب بہ منیر شریف شہر مخدوم یحییٰ منیری)

والد گرامی: صوفی ملت حضرت محمد کمال الدین منیری دام ظلہ العالی سرپرست اعلیٰ منیری فاؤنڈیشن، امام مسجد میر گوہر علی و سابق استاذ دارالعلوم فیضان مخدوم یحییٰ منیر شریف، پٹنہ (بہار)۔ جد امجد: حضرت صوفی محمد مراد علی منیری قدس سرہ القوی ولادت: ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء (بمطابق سند) بمقام قاضی محلہ، منیر شریف، پٹنہ (بہار)۔ ابتدائی دینی تعلیم: بخدمت والد گرامی۔ (از ابتدا تا ناظرہ قرآن کریم)۔ ابتدائی عصری تعلیم: ماڈرن چلڈرین اسکول منیر شریف، پٹنہ۔ متوسط دینی تعلیم: دارالعلوم فیضان مخدوم یحییٰ منیر شریف، پٹنہ (حفظ قرآن کریم)۔ اعلیٰ دینی تعلیم: جامعہ اشرفیہ عربی یونی ورسٹی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی (جاری)۔ اعلیٰ عصری تعلیم: جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، نئی دہلی (جاری)

دینی و ملی خدمات: تحریک امن و محبت (انٹرنیشنل) کا قیام اور سربراہی۔ اس کے تحت منیری فاؤنڈیشن، منیری پبلی کیشن، منیری لائبریری، منیری میگزین اور منیری کونسل وغیرہ کا قیام، متعدد جلسوں، کانفرنسوں اور مشاعروں میں شرکت، تحریک کے تحت بے شمار دینی و ملی اور سیاسی و سماجی خدمات کی انجام دہی اور مختلف موضوعات پر متعدد کتب و رسائل کی تصنیف و تالیف۔

کتب (Books): تعلیم اسلامی، تہذیب اسلامی، معتقدات اسلامی، معمولات اسلامی، تقریبات اسلامی، گانے باجے کی برائیاں، بے پردگی کی برائیاں، شراب نوشی کی برائیاں، سود خوری کی برائیاں، رشوت خوری کی برائیاں، تذکرہ مخدوم جہاں، تذکرہ مخدوم منیری، تذکرہ ملک العلما، تذکرہ عثمان ہارونی، تذکرہ وارث پاک وغیرہ۔ (ان میں بعض مطبوعہ ہیں، بعض مخطوطہ ہیں اور بعض زیر تالیف ہیں)

رسائل (Pamphlets): فضائل نماز، فضائل روزہ، فضائل زکاۃ، فضائل حج، کیا اعلیٰ حضرت نے تھانوی کی رفاقت میں دیوبند میں پڑھا تھا؟، کیا سنی وہابی اختلاف ذاتی جھگڑے کی بنا پر ہے؟، کیا تقلید شرک ہے؟، کیا اقامت کھڑے ہو کر سننا چاہیے؟، تکبیر تحریمہ میں مرد ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟، نماز میں رفع یدین کتنی بار کریں؟، نماز میں مرد ہاتھ کہاں باندھیں؟، نماز میں آمین آہستہ کہیں یا چیخ کر؟، عید میلاد النبی ﷺ کیسے منائیں؟، کیا عید میں گلے ملنا بدعت و گمراہی ہے؟، عید الاضحیٰ کیسے منائیں؟، شب براءت کیسے منائیں؟، غوث پاک سوانح و تعلیمات وغیرہ وغیرہ۔

مقالات (Articles): (۱) حیات مخدوم جہاں کے درخشاں پہلو، مطبوعہ: ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، اگست ۲۰۱۳ء۔ (۲) مرشد سلطان الہند خواجہ عثمان ہارونی حیات و تعلیمات، مطبوعہ: ماہ نامہ کنز الایمان دہلی اکتوبر ۲۰۱۴۔ (۳) تعلیمات وارث کے درخشاں نقوش، مطبوعہ: سہ ماہی فیضان مخدوم اشرف، گوشۂ وارث پاک، نومبر، دسمبر، جنوری ۲۰۱۴۔۱۵۔ (۴) تبصرہ بر کتاب "شرح آداب المریدین از: مخدوم یحییٰ منیری" مطبوعہ: ماہ نامہ اشرفیہ، دسمبر ۲۰۱۳ء۔ (۵) تقریظ بر کتاب "عظمت دین از: پروفیسر سید نہال قادری داناپوری"۔ (۶) فاتحہ کا طریقہ (شائع شدہ دوران حفظ)۔ (۷) حافظ ملت در آئینۂ ولایت و کرامت (بزبان فارسی) شائع شدہ دوران ادارت ضیاے فردوس (فارسی) دوران جماعت اعدادیہ۔ (۸) الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ (بزبان عربی) شائع شدہ دوران جماعت اولیٰ جامعہ اشرفیہ۔ (۹) Makhdoom-e-Jahan (بزبان انگریزی) شائع شدہ دوران جماعت ثانیہ، جامعہ اشرفیہ۔ (۱۰) تاریخی خاصیات کا حامل ہے اک شہر (شہر عظیم آباد، پٹنہ کی تاریخ پر ایک مختصر تحریر) شائع شدہ: تحفۂ حنفیہ، پٹنہ، اکتوبر ۲۰۱۴ء۔

کتاب علما کی نظر میں

مولانا طفیل احمد مصباحی، وائس ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

یہ تحقیق کہ نبی اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع النور ہی ہے؟ اس عنوان پر کتابوں کی قلت ہے۔ محب گرامی حضرت مولانا ناصر منیری زید علمہ وفضلہ نے اس عنوان پر مستقل کام کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے اور بڑی حد تک اس کمی کا تدارک کرنے کی سعی مشکور کی ہے۔ موصوف نے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ تاریخ ولادت رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف ہے۔ یعنی ''بارہویں تاریخ'' ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ محدثین، مورخین، محققین، ماہرین اور مخالفین کے اقوال وارشادات کے تناظر میں زیر بحث مسئلے کو مدلل و منقح کیا گیا ہے۔ کتاب کا پانچواں باب سب سے اہم ہے، جس میں مخالفین کی کتابوں سے تاریخ ولادت رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول ثابت کی گئی ہے۔ رسالے کے مشمولات ومندرجات میں تحقیقی رنگ غالب ہے اور مولانا منیری کے تحقیقی مزاج، تاریخی بصیرت اور وسعت مطالعہ کو ظاہر کرتا ہے۔ سچ پوچھیے تو طلسم سامری ووہابی کو توڑنے کے لیے موصوف نے دلائل و براہین کی شکل میں ایک طرح سے چوب کلیم یعنی عصائے موسوی اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ اتنی اہم اور بیش بہا کتاب کی تالیف و ترتیب پر ہم مولانا کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کی صحت وسلامتی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں۔

مولانا ناصر حسین مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

غیر مقلدین وہابیہ اور دیابنہ کے دعوے کو رد کرتے ہوئے عزیز القدر جناب مولانا ناصر منیری صاحب نے یہ کتاب ''بارہویں تاریخ'' تالیف کی، جس میں اس مبارک تاریخ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کو محققین، محدثین اور مورخین کی معتبر و مستند کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے مگر جس تاریخ پر جمہور ائمہ وعلماء، مورخین ومحدثین، محققین ومصنفین متفق ہیں وہ بارہ ربیع الاول شریف کی تاریخ ہے۔ خود مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں یہی تاریخ درج کی ہے مولف موصوف نے ان تمام گوشوں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے اور وہابیہ ودیابنہ کے مخادعات و مغالطات نیز ان کی ہفوات کی اچھی خبر لی ہے۔ فاحسن اللہ جزاءہ۔ موصوف نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے کام لیتے ہوئے کافی مواد اکٹھا کر دیا ہے۔ امید ہے کہ کتاب اپنی افادیت واہمیت کے پیش نظر مقبول ہوگی اور قارئین کے لیے مفید ونافع بھی۔

مولانا شہباز احمد مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۲ ربیع الاول کو سارے عالم اسلام میں مختلف طریقے سے عاشقان رسول عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں اور اپنی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں اس پر بعض لوگوں کو کڑھن ہوتی ہے اور طرح طرح کے اعتراضات کرتے پھرتے ہیں انھیں میں سے ایک اعتراض تاریخ ولادت پر بھی ہے۔ زیر نظر کتاب ''بارہویں تاریخ'' جو عزیزم ''ناصر منیری'' سلمہ کی تالیف ہے اس اعتراض کا مسکت جواب ہے اور اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور انوکھی ہے۔ اس میں جس انداز سے انھوں نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے منصف مزاج کے اطمینان کے لیے کافی ہے خاص کر پہلا اور دوسرا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے جسے پڑھ کر حق کا متلاشی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جسے اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہنا ہے اس پر کوئی بات اثر نہیں کر سکتی۔

مولانا خالد ایوب مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

عزیز القدر ''ناصر منیری'' سلمہ نے اس رسالے میں اپنی صواب دید کے مطابق علما کی طبقات سازی کی ہے اور پھر ان علما کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کائنات کے مسیحا ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع النور شریف ہے۔ یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے جس میں کئی اقوال ہیں۔ لیکن فیصلہ کن بات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جس پر جمہور امت کا عمل ہے۔ عزیز موصوف کی اس تحریر سے اختلاف تو ممکن ہے۔ لیکن اس رسالے کے لیے انھوں نے جو جگر سوزی کی ہے وہ یقینا قابل قدر ہے۔ تین تین بار مسلسل محنت بڑے جگر گردے کی بات ہے۔ ان کا یہ رسالہ جہاں حریفوں کے لیے باعث درس ہے وہیں نسل نو کے لیے پیغام عمل بھی ہے۔